تالیف

تقریظ و پسند فرمودہ

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تصحیح، تخریج وتعلیق

مفتی ابوالخیر عارف محمود عفی اللہ عنہ

استاذ و رفیق شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی

جزاء الأعمال

طاعات وعبادات کے فوائد، معاصی وگناہوں کے دنیوی نقصانات واُخروی وبال نیز اعمال کی صورت مثالیہ کی تحقیق احادیث اور مولانا روم رحمہ اللہ کے اقوال سے

تالیف

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

تقریظ وپسند فرمودہ

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی، صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تصحیح، تخریج وتعلیق

مفتی ابو الخیر عارف محمود عفی اللہ عنہ

استاذ ورفیق شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ فاروقیہ

شاہ فیصل ٹاؤن، کراچی

1434ھ/ 2013ء

مطبوعات مکتبہ فاروقیہ کراچی 75230 پاکستان

نزد جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر 4
کراچی 75230، پاکستان
فون: 021-4575763
m_farooqia@hotmail.com

انتساب

اپنی اس کوشش وکاوش کو

دار العلوم دیوبند اور اکابرین دیوبند

کے نام کرتا ہوں، جن کی مجددانہ ومخلصانہ جدوجہد سے نہ صرف مسلمانانِ برصغیر بلکہ اطراف عالم میں مسلمانوں کو مسلک اہل سنت والجماعت کی روشنی میں فکری اور عملی صراط مستقیم نصیب ہوئی۔

اپنے جلیل القدر اساتذہ کرام

گرامی قدر والدین اور شفیق بھائیوں

کے نام کرتا ہوں جن کی شبانہ روز محنت، دعاؤں اور تعاون سے علوم دینیہ سے وابستگی نصیب ہوئی۔

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ

تقریظ و پسند فرمودہ

یادگار اسلاف، استاذ المحدثین، شیخ الحدیث

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی وصدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ وبعد!

جزاءالاعمال'' حضرت مجدد الملت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز کی تالیف ہے اور جس طرح حضرت کی دوسری تالیفات کو اللہ تبارک وتعالی نے حسن قبول سے سرفراز فرمایا ہے وہ بار بار چھپتی ہیں اور اللہ کی مخلوق ان سے فیض یاب ہوتی ہے مختلف زبانوں میں ان کے تراجم بھی شائع ہوتے ہیں، یہی حال ''جزاءالاعمال'' کا ہے۔

ہمارے جامعہ کے استاد مفتی عارف محمو سلمہ اللہ تعالی و حفظہ اچھے سلجھے ہوئے، ستھرے اور پاکیزہ تالیفی ذوق کے حامل عالم ہیں، انہوں نے جزاءالاعمال پر تخریج کا کام کیا ہے اور تصحیح وتخریج میں درج ذیل امور کا اہتمام کیا ہے

(۱) آیات قرآنیہ کی تخریج، سورت اور آیت نمبر کے ساتھ۔

(۲) احادیث مبارکہ کی تخریج، حضرت تھانوی نے کہیں حدیث کی مکمل عربی عبارت، تو کہیں اس کا ایک حصہ اور کہیں اس کا مفہوم نقل [illegible] ہے کتاب کے حاشیہ میں ان سب کی مکمل عربی الفاظ کے ساتھ تخریج کی گئی ہے تا کہ بوقت ضرورت قاری کا مکمل حدیث سے استفادہ ممکن ہو۔

(۳) تخریج میں صحاح ستہ سے حوالہ کا اہتمام کیا گیا ہے اور کنز حوالہ [illegible] لکتب

الستہ" مطبوعہ دارالسلام ریاض کا ہے، البتہ اگر دیگر کتابوں کی روایت ہوتو ان کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

(۴) متعلقہ کتب سے آثار کی تخریج۔

(۵) مکمل کتاب کی از اول تا آخر تصحیح، تصحیح کے وقت درج ذیل اداروں کے مطبوع "جزاءالاعمال" کے نسخے پیش نظر رہے ہیں: دارالاشاعت کراچی، مکتبہ تھانوی کراچی، الاختر ٹرسٹ کراچی، کتب خانہ فیضی لاہور، مجلس صیانۃ المسلمین بہاولنگر۔

(۶) اضافہ عنوانات

(۷) جن آیات کا ترجمہ نہیں تھا، بیان القرآن سے حاشیہ میں ان کا ترجمہ نقل کردیا ہے۔

(۸) فارسی اشعار کا ترجمہ (۹) ترقیم فصول

(۱۰) مشکل الفاظ کے معانی (۱۱) علامات ترقیم کا اہتمام

مفتی عارف محمود صاحب نے اس کتاب میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف اور حالات کا اجمالی ذکر بھی شامل کردیا ہے، اللہ تعالی حسنِ قبول نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔

سلیم اللہ خان

۲۲/ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ/۱۱/اکتوبر ۲۰۱۲م

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى ۔ امابعد:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس اخیر زمانہ میں حضرات علمائے دیوبند کو اپنے دین کی تجدید کے لیے منتخب فرمایا، یوں تو اس مقدس اور پاک باز جماعت کا ہر پھول نرالا اور بے مثال ہے، لیکن حکیم الامت، محی السنۃ، قطب الارشاد، شیخ المشائخ، مولانا ومقتدانا مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف خدمت دین کے لیے منتخب فرمایا، بلکہ ان کو تجدید واحیاءِ دین کے شرف سے بھی نوازا ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی مصلحانہ توجہ، مجدّدانہ تبلیغ، پُر اثر مواعظ و تصانیف سے خاص طور پر نہ صرف عقائد کی اصلاح، اعمال کی درستی، معاملات کی اہمیت اور اخلاق کی پاکیزگی پیدا ہوئی، بلکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ اور جدوجہد سے مسلمانوں میں اسلامی شعور وشعائر کا جذبہ بیدار ہوا اور حق وباطل کا صحیح معیار واضح ہوگیا۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں دین کے دیگر شعبوں میں مجدّدانہ کارہائے نمایاں انجام دیئے، ایسے ہی تصنیف وتالیف کے سلسلے میں بھی اس مجددِ عصر کی نظر اصلاح کارفرما نظر آتی ہے، علوم اسلامیہ کے تقریباً ہر باب میں آپ کی تصانیف موجود ہیں، آپ کی منجملہ تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار سے متجاوز ہے، انہی کتابوں میں سے ایک انتہائی اہم کتاب ''جزاء الاعمال'' بھی ہے، اس کتاب کی تالیف کے بعد آپ نے جب اپنے شیخ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس کو پیش کیا تو وہ نہ

صرف بہت مسرور ہوئے، بلکہ لکھوا بھیجا کہ اِن شاء اللہ تم سے مسلمانوں کو بہت نفع پہنچے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی، اور سینکڑوں نہیں، ہزاروں اور لاکھوں خلق خُدا آپ سے مستفید ہوئی اور آج بھی آپ کی تصانیف وتعلیمات کے ذریعہ خلق خُدا کو نفع پہنچ رہا ہے، انشاء اللہ آئندہ بھی پہنچتا رہے گا۔

حضرت کی تصانیف چوں کہ اصلاح کے سلسلہ میں اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں، عوام و خواص سب کے لیے یکساں مفید ہیں، اسی وجہ سے اہلِ علم ان کی خدمت واشاعت کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں، چنانچہ بندہ نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے تالیف کردہ رسالہ ''جزاءالاعمال'' کی معمولی سی خدمت کی کوشش کی ہے۔

زیرِ نظر کتاب کی تصحیح وتخریج میں درج ذیل امور کا اہتمام کیا گیا ہے:

۱- آیات قرآنیہ کی تخریج، سورت اور آیت نمبر کے ساتھ۔

۲- احادیث مبارکہ کی تخریج، حضرت تھانویؒ نے کہیں حدیث کی مکمل عربی عبارت، تو کہیں اس کا ایک حصہ اور کہیں اس کا مفہوم نقل فرمایا ہے، کتاب کے حاشیہ میں ان سب کی مکمل عربی الفاظ کے ساتھ تخریج کی گئی ہے تاکہ بوقت ضرورت قاری کامکمل حدیث سے استفادہ ممکن ہو۔

۳- تخریج میں صحاح ستہ سے حوالہ کا اہتمام کیا گیا ہے اور اکثر حوالہ "الکتب الستة" مطبوعہ دارالسلام ریاض کا ہے، البتہ اگر دیگر کتابوں کی روایت ہو تو ان کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔

۳- متعلقہ کتب سے آثار کی تخریج۔

۴- مکمل کتاب کی از اول تا آخر تصحیح، تصحیح کے وقت درج ذیل اداروں کے مطبوع ''جزاءالاعمال'' کے نسخے پیش نظر رہے ہیں: دارالاشاعت کراچی، مکتبہ تھانوی کراچی، الاختر

رسٹ کراچی، کتب خانہ فیضی لاہور، مجلس صیانۃ المسلمین بہاولنگر۔

۵-اضافہ عنوانات

۶- جن آیات کا ترجمہ نہیں تھا، بیان القرآن سے حاشیہ میں ان کا ترجمہ نقل کردیا ہے۔

۷-فارسی اشعار کا ترجمہ ۸-ترقیم فصول

۹-مشکل الفاظ کے معانی ۱۰-علامات ترقیم کا اہتمام

نوٹ: اشرف السوانح ،مآثر حکیم الامت اور بزم اشرف کے چراغ وغیرہ سے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف وحالات زندگی بھی مرتب کر کے شامل اشاعت کیا ہے، تاکہ قاری حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی سے بھی واقفیت حاصل کرسکیں۔

استاذی وشیخی ،شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ،جن کی تربیت، توجہات، سرپرستی اور مسلسل اشراف سے مجھ جیسے کم مایہ، تہی دامن اور علوم دینیہ کے ادنی طالب علم کی قلم و قرطاس سے کچھ مناسبت پیدا ہوگئی، خاص طور سے زیر نظر کتاب کو حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی پیرانہ سالی، ضعف صحت اور گوناگوں دینی وتدریسی مشغولیات کے باوجود نہ صرف از اول تا آخر پڑھا، پسندیدگی کا اظہار فرمایا، اغلاط کی نشاندہی واصلاح فرمائی ، بلکہ بندہ کی مزید حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اپنے زیر اشراف ''مکتبہ فاروقیہ'' سے طباعت کی اجازت مرحمت فرمائی ، بندہ صمیم قلب سے دعا گو ہے کہ اللہ تعالی حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کو صحت کاملہ عطا فرمائے ،ان کا سایہ عاطفت تادیر ہم پر قائم ودائم رکھے،ان کے نفع وبرکات کو امت مسلمہ کے لیے عام وتام فرمادے، آمین ثم آمین۔

اس کام کے سلسلے میں جن دوست واحباب نے تعاون کیا، خاص طور سے مولانا

کمیل الدین صاحب سلمہ اللہ، بردار عزیز مولانا صابر محمود صاحب سلمہ اللہ، مفتی امان اللہ نادر خان صاحب سلمہ اللہ اور مفتی محمد راشد ڈسکوی صاحب سلمہ اللہ اور کمپوزر بھائی عرفان انور مغل کا بھی شکر گزار ہوں، اللہ تعالی انہیں اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔

اللہ تعالی ہماری اس ٹوٹی پھوٹی کوشش کو اپنی بارگاہ میں مقبول و منظور فرما کر دارین کی صلاح و فلاح کا ذریعے بنائے۔ آمین۔

خاکپائے اکابر

ابوالخیر عارف محمود عفی عنہ

رفیق شعبہ تصنیف و تالیف و استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

۱۲/۱/۱۴۳۳ھ۔ ۱۸/۱۰/۲۰۱۲م

حضرت تھانویؒ کے مختصر حالات زندگی

حکیم الامت، مجدد الملت، محی السنۃ، قطب الارشاد، مرشد العالم، امام الطریق، شیخ المشائخ، حجۃ اللہ فی الأرض، مولانا ومقتدانا، شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے مختصر حالات زندگی۔

نام نامی

نام نامی ''اشرف علی'' ہے، یہ نام اس زمانہ کے مقبول ومشہور مجذوب و بزرگ حضرت حافظ غلام مرتضٰی صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تجویز فرمایا تھا۔

لقب گرامی

''حکیم الامت'' ہے، جسے ایک عرصہ دراز سے حق تعالٰی نے خواص وعوام میں القا فرمادیا ہے اور جو بلاد وامصار میں عام طور پر شائع وذائع ہے۔

شرف نسب

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ والد کی طرف سے فاروقی اور والدہ کی طرف سے علوی النسب ہونے کا شرف رکھتے ہیں، والد ماجد کا نام ''عبدالحق'' تھا۔ آپ قصبہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر کے ایک مقتدر رئیس اور صاحب نقد وجائیدا تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ محترمہ بھی ایک باخدا اور صاحب نسبت بی بی تھیں، نیز اُن کی جائیداد، عقل و فراست اور فہم وبصیرت کی تصدیق حضرت حافظ غلام مرتضٰی صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمائی۔

وطن مالوف

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا وطن مالوف قصبہ تھانہ بھون ہے، جو ضلع مظفر نگر ہندوستان میں واقع ہے، اس کا اصل نام ''تھانہ بھیم'' تھا، کیونکہ یہ کسی زمانہ میں راجا بھیم کا تھانہ تھا، کثرت استعمال سے تھانہ بھون ہو گیا، البتہ جب مسلمان یہاں آکر آباد ہوئے تو شرفائے قصبہ کے بعض اجداد نے اپنے ایک فرزند ''فتح محمد'' کے نام سے اس کا نام محمد پور رکھا، جو کاغذات شاہی میں بھی پایا جاتا ہے، لیکن عام طور پر پرانا نام تھانہ بھون ہی مشہور ہے۔

ولادت باسعادت

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ ہجری کو چارشنبہ کے دن بوقت صبح صادق ہوئی۔

بچپن کے حالات

حضرت رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے اعزہ واقارب، اپنے اور بیگانے سب میں محبوب رہے، بچپن میں شوخیاں بہت فرمائیں، مگر ایسی کوئی شرارت نہیں کی جس سے دوسروں کو تکلیف وایذا پہنچے، شروع ہی سے نماز کا بہت شوق تھا، فرائض کے اہتمام کے علاوہ صرف ۱۲-۱۳ برس ہی کی عمر سے رات تہجد میں اُٹھتے اور نوافل ووظائف پڑھا کرتے تھے۔

تحصیل علوم

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن شریف زیادہ تر دہلی کے حافظ حسین علی رحمۃ اللہ علیہ سے حفظ کیا، البتہ شروع کے چند پارے ضلع میرٹھ کے آخون جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے تھے۔

ابتدائی فارسی میرٹھ میں مختلف اُستادوں سے پڑھی، پھر تھانہ بھون میں فارسی کی

متوسطات حضرت مولانا فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور انتہائی کتب اپنے ماموں واحد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں جو ادب فارسی کے اُستاد کامل تھے۔

تحصیل عربی کے لئے دیوبند تشریف لئے گئے، وہاں بقیہ کتب فارسی مولانا منفعت علی صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ عربی کی پوری تکمیل دیوبند ہی میں فرمائی اور صرف ۱۹ یا ۲۰ سال کی عمر میں بفضلہٖ تعالیٰ فارغ التحصیل ہوگئے تھے۔

واقعہ دستار بندی

جس سال حضرت حکیم الامت دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے اس سال دیوبند میں بہت بڑا شاندار جلسہ دستار بندی رکھا گیا، حضرت کو معلوم ہوا تو اپنے ہم سبقوں کو لے کر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ ہم نے سُنا ہے کہ ہم لوگوں کی دستار بندی کی جائے گی اور سند فراغ دی جائے گی؟ حالانکہ ہم اس قابل ہرگز نہیں، لہٰذا اس تجویز کو منسوخ فرما دیا جائے، ورنہ اگر ایسا کیا گیا تو مدرسہ کی بڑی بدنامی ہوگی کہ ایسے نالائقوں کو سند دی گئی، یہ سُن کر مولانا کو جوش آگیا اور فرمایا کہ تمہارا خیال غلط ہے، یہاں چوں کہ کہ تمہارے اساتذہ موجود ہیں اس لئے اُن کے سامنے تمہیں اپنی ہستی کچھ نظر نہیں آتی ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیئے، باہر جاؤ گے تو تب تمہیں اپنی قدر معلوم ہوگی، جہاں جاؤ گے بس تم ہوگے، باقی سارا میدان صاف ہے، اطمینان رکھو۔

یوں حضرت کی دستار بندی حضرت اقدس قطب العالم حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس ہاتھوں سے سنہ ۱۳۰۰ ھجری میں ہوئی۔ اللہ کے فضل و کرم سے حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی کو اللہ نے حرف بحرف سچ کر دکھایا، عوام و خواص [illegible] تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو وقعت، عزت و احترام [illegible]ت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔

اساتذہ کرام

آپ کے تمام اساتذہ ہرفن ماہر ہونے کے ساتھ بڑے صاحب باطن اور کامل بھی تھے، گویا ان میں ہر ایک غزالی اور رازی وقت تھا، اساتذہ کرام میں حضرت مولانا یعقوب صاحب، مولانا سید احمد صاحب، ملامحمود صاحب، مولانا عبدالعلی صاحب، اور حضرت شیخ الہند محمود حسن رحمہم اللہ شامل ہیں۔ قراءت کی مشق شہرہ آفاق قاری جناب قاری محمد عبداللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بمقام مکہ معظّمہ فرمائی۔

درس وتدریس:

مروجہ علوم سے فراغت کے بعد حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ صفر ۱۳۰۱ھ سے ۱۳۱۵ھ تک تقریباً ۱۴ سال کانپور میں درس وتدریس میں مشغول رہے، ابتدا میں کچھ عرصہ مدرسہ فیض عام میں رہے پھر اس کے نظم ونسق سے غیر مطمئن ہوکر تعلق منقطع کرلیا اور کان پور کی جامع مسجد میں درس دینا شروع کیا، وہاں ایک مدرسہ قائم ہوگیا جس کا نام آپ نے مسجد کی مناسبت سے ''جامع العلوم'' موسوم فرمایا، وہاں قیام کے دوران اپنے مواعظ حسنہ اور تصانیف مفیدہ سے وہاں کے مسلمانوں کو مستفید فرماتے رہے، علاوہ بریں افتاء کا کام بھی اپنے ذمہ لے رکھا تھا، ۱۴ سال کے بعد اپنے پیرومرشد کے حکم سے دوبارہ اپنے وطن تھانہ بھون میں قیام پذیر ہوگئے۔

تلامذہ

قیام کانپور کے زمانہ میں نزدیک و دور کے صدہا طلبہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے علوم فاضلہ حاصل کیے، سب کا استقصا تو ممکن نہیں، البتہ چند مخصوص حضرات قابل ذکر یہ ہیں: مولانا قاری محمد اسحاق صاحب بردوانی، مولانا محمد رشید صاحب کانپوری، مولانا احمد

علی صاحب فتح پوری، مولانا صادق الیقین صاحب کرسوی، مولانا فضل حق صاحب الہ آبادی، مولانا شاہ لطف رسول صاحب فتح پوری، مولانا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب بجنوری، مولانا اسحاق علی صاحب کانپوری، مولانا مظہرالحق چاٹگامی، مولانا سعید احمد اٹاوی، ان کے علاوہ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی، مولانا سعید صاحب، مولانا مظہر علی صاحب تھانوی وغیرہ رحمھم اللہ کے علاوہ پاک وہند کے بے شمار حضرات نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا ہے۔

باطنی علوم واعمال:

اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی علوم واعمال کی تکمیل وتہذیب کے لیے ایک یگانہ عصر، شیخ المشائخ حضرت حاجی شاہ امداد اللہ صاحب تھانوی ثم مہاجر مکی قدس سرہ العزیز سے شرف تعلق عطا فرمایا، ۱۲۹۹ھ ہجری میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے بذریعہ خط حضرت حاجی صاحب سے درخواست کی کہ وہ حضرت گنگوہی سے بیعت فرما لینے کی سفارش فرمادیں، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا سے اس کا تذکرہ فرمایا اور پھر خود ہی ارشاد فرمایا: ''اچھا میں خود ہی اُن کو بیعت کیئے لیتا ہوں''، اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بھی تحریر فرمایا کہ میں نے خود آپ کو بیعت کرلیا ہے، مطمئن رہیں۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور خلافت واجازت

۱۳۰۱ھ میں حضرت حج کے لیے تشریف لئے گئے تو آپ کو حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دست بدست بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا، ۱۳۱۰ھ ہجری میں دوسری بار حج کے لئے تشریف لے گئے اور اپنی طلب صادق اور حضرت شیخ کی منشا اور ان کی خواہش کے مطابق وہاں چھ ماہ قیام فرمایا۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت

شفقت و محبت کے ساتھ اپنے مرید صادق کی تربیت باطنی کی طرف متوجہ ہو گئے اور وہ تمام علوم باطنی اور اسرار و رموز روحانی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب پاک پر وارد و القا فرمائے تھے حضرت کے قلب مصفیٰ میں منتقل فرماتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ قلیل عرصہ حضرت شیخ کی توجہات خاص سے حضرتؒ کا سینہ مبارک اور دل معارف و حقائق باطنی کا خزینہ اور انوار و تجلیات روحانی کا آئینہ بن گیا اور حق سبحانہ و تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سوز گداز رگ و پے میں سرایت کر گیا۔

بالآخر ہر صورت سے مطمئن ہو کر حضرت حاجی صاحبؒ نے خلعت خلافت اور منصب ارشاد و ہدایت سے سرفراز فرمایا اور خلق اللہ کی رہنمائی کے لیے تعلیم و تلقین کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا: ''میاں اشرف علی میں دیکھتا ہوں کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے تم کو تمام معاصرین پر خاص فضیلت عطا فرمائی ہے، ذلك فضل الله يوتيه من يشآء.

تھانہ بھون میں مستقل قیام:

۱۳۱۵ھ میں کانپور کے مدرسہ سے سبکدوشی اختیار کر کے اپنے وطن تھانہ بھون تشریف لائے اور اپنے شیخ کو اطلاع دی، تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ''بہتر ہوا آپ تھانہ بھون تشرف لئے گئے، امید ہے کہ آپ سے خلائق کثیر کو فائدہ ظاہری و باطنی ہوگا اور آپ ہمارے مدرسہ اور خانقاہ کو از سر نو آباد کریں، میں ہر وقت آپ کے حال میں دُعا کرتا ہوں اور آپ کا مجھے خیال رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہید، حضرت مولانا شیخ محمد صاحب اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمھم اللہ کی خانقاہ میں مستقل سکونت اختیار کی اور خلق خُدا کو مستفید فرمانے لگے۔

تصوف میں درآنے والی بدعات کا قلع قمع:

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں خانقاہی نظام طرح طرح کی بدعات وخرافات کا شکار ہو چکا تھا، جہاں کتاب وسُنت سے بالکل بے گانہ اور بے نیاز ہو کر چند جوگیانہ رسوم اور طریقہ نفس کشی ہی کو واصل حق ہونے کا ذریعہ اور ملحدانہ عقائد کو حاصل تصوف سلوک سمجھ لیا گیا تھا، یہ ایک عالم گیر فتنہ تھا جس میں اکثر دینی رجحان رکھنے والے نادان عوام مبتلا ہو رہے تھے، چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی پوری مصلحانہ توجہ اور مجددانہ تبلیغ کی جدوجہد اسی طبقہ کے لیے خاص طور پر مبذول فرمائی اور اس موضوع پر عقائد واعمال کی اصلاح کے لیے متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ سینکڑوں وعظ وملفوظات قلمبند کرا کے شائع فرمائے اور قرآن وحدیث کی غیر متزلزل سند کے ساتھ تمام باطل عقائد کا رد اور تمام غیر اسلامی رسم وروایات اور غیر معقول وملحدانہ رموز واسرار باطنی اور گمراہ کن اصلاحات کی تردید فرمائی اور نہایت نمایاں طور پر واضح کر دیا کہ طریقت یعنی تصوف، سلوک یا دوسرے الفاظ میں تہذیب اخلاق وتزکیہ نفس دین مبین ہی کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہے اور اس پر شریعت وسُنت کے مطابق عمل کرنا ایک درجہ میں ہر مسلمان پر فرض وواجب ہے۔

تبلیغ ووعظ

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ تھانہ بھون میں مقیم ہو کر شروع ہی سے اپنی آئندہ زندگی کے انضباط اور اہم خدمات دین کے انتظام وانصرام کے لیے اپنے مذاق فطری اور نصب العین کے موافق ایک لائحہ عمل مقرر فرمایا اور اسی کے مطابق اپنے پیش نظر کام کو سرانجام دینے میں مشغول ہو گئے، اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۳۵ سال تھی، اس کے بعد یہ مجدد وقت اپنی مسند رشد وہدایت پر ایک نسخہ اکسیر اصلاح امت لے بیٹھے۔

خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں اللہ پر توکل کر کے قیام پذیر ہونے کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً ساری زندگی، نصف صدی سے زائد تک تصنیف و تالیف اور مواعظ و ملفوظات میں بسر ہوئی۔ ملک اور بیرون ملک ہزاروں طالبین حق و سالکین طریق تعلیم و تربیت باطنی اور تزکیہ نفس سے فیض یاب اور بہرور اندوز ہو کر بحمد اللہ امت مسلمہ کے رہبر و مرشد بن گئے، جن کا فیضان روحانی اب تک جاری و ساری ہے۔ "ذلك فضل الله يوتيه من يشآء".

اسی زمانہ میں تقریباً چالیس سال تک حضرت رحمہ اللہ علیہ کا ملک کے طول عرض میں بڑی کثرت سے تبلیغی دوروں کا سلسلہ جاری رہا، بڑے بڑے شہروں میں مشہور دینی درسگاہوں، انگریزی تعلیم گاہوں اور اسلامی انجمنوں کے شاندار جلسوں میں بار بار حضرت کے کثرت سے بڑے انقلاب انگیز اصلاحی وعظ ہوئے، بعض دفعہ وعظ کا سلسلہ چار چار گھنٹہ تک جاری رہتا، ہزاروں کی تعداد میں لوگ والہانہ انداز میں جمع ہوتے اور دینی و دنیوی تقاضوں سے آگاہ ہو کر ایمانی تقویت اور روحانی فیض پاتے۔

مواعظ اوران کی تاثیر

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو زمانہ طالب علمی سے، بلکہ بچپن سے وعظ کہنے کا شوق تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر میں اس درجہ روانی ہوتی تھی کہ کوئی کتنا ہی زود نویس کیوں نہ ہو اس کو لفظ بہ لفظ قلمبند کر ہی نہیں سکتا اور جو اثر حضرت کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے نہایت ہی برجستہ، پُر معنیٰ، فصیح و بلیغ اور جامع و مانع الفاظ میں ہوتا تھا اس کا لطف کچھ وہی خوب جانتے ہیں جنہوں نے حضرتؒ کا کوئی وعظ سُنا ہے، بلا مبالغہ بس یہ معلوم ہوتا کہ کسی زبردست محقق اور جید عالم نے نہایت فرصت میں اور نہایت غور و خوص کے ساتھ، کسی ایک خالص اور دقیق و مفید علمی مضمون پر نہایت مبسوط اور مربوط جامع مانع رسالہ تصنیف کیا

ہے، وہ پڑھ کر سنایا جارہا ہے، عام واعظوں کی طرح نہیں کہ بلالحاظ اصل مضمون جو کچھ ذہن میں آتا چلا گیا اس کو بلاترتیب بیان کرتے چلے گئے اور جہاں چاہا ختم کر دیا۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ خاص طور پر عقائد کی اصلاح، اعمال کی درستی، معاملات کی اہمیت اور اخلاق کی پاکیزگی کے لیے ہوا کرتے تھے، حضرت کی مساعی اور جدوجہد کا نتیجہ اس طرح ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمانوں کے ضمیر میں اسلامی شعور وشعائر کا جذبہ بیدار ہونے لگا اور حق و باطل کا صحیح معیار واضح ہو گیا۔ اکثر و بیشتر مواعظ قلمبند ہوئے اور طبع ہو کر شائع ہوئے اور بعض شائع نہ ہو سکے، تاہم شائع شُدہ مواعظ کی تعداد تقریباً، چار سو سے زائد ہے، جو اب بھی وقتاً فوقتاً شائع ہورہے ہیں اور ان سے اب بھی مسلمان فیض یاب ہورہے ہیں۔

مغربی فلسفہ وتہذیب کا انسداد

اس زمانہ میں انگریز کے برسراقتدار آنے کی وجہ سے مغربی فلسفہ اور تہذیب و معاشرت کا اثر پھیل رہا تھا، جس سے عام طور سے تعلیم گاہیں، تجارتی ادارے اور سرکاری محکمے اور عوام بڑی تعداد میں متاثر ہورہے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتنہ کے انسداد کے لئے بڑے شدومد کے ساتھ تبلیغ شروع فرمائی، اس موضوع پر سینکڑوں وعظ، مختلف عنوانات کے ساتھ بیان فرمائے اور متعدد کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جو کہ کثرت سے طبع ہو کر شائع ہوئیں۔ اس ہمہ گیر تالیف وتبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں میں دینی شعور اور اسلامی شعائر کی طرف رجحان پیدا ہونے لگا، ہر طبقہ کے اکثر و بیشتر انگریزی تعلیم یافتہ لوگ، خصوصاً سرکاری محکموں کے بڑے بڑے عہدہ دار، وکیل، بیرسٹر، جج، منصف و مجسٹریٹ، کثرت سے حضرتؒ کی تعلیمات سے متاثر ہوئے اور بعض تو حلقہ بگوش عقیدت ہو گئے اور بعض کی باطنی تعلیم وتربیت سے دینی حالت میں ایسی تبدیلی پیدا ہوگئی تھی کہ حضرتؒ نے ان کو اپنے

''خلفائے مجازین'' میں شامل فرمالیا تھا، اس طرح حضرتؒ نے اس دور میں ایک زندہ مثال قائم فرمادی کہ مسلمان خواہ کسی مشغلہ زندگی میں ہو، اگر چاہے تو پکا دیندار بن سکتا ہے، یہ حضرتؒ کی ایسی کرامت اور ایسا کارنامہ تبلیغ دین ہے جو ہر اعتبار سے انفرادیت کا درجہ رکھتا ہے۔

علوم دینیہ میں خدمات اور تصانیف

علوم دینیہ سے متعلق قرآن مجید کی تفاسیر میں، احادیث سے استنباط میں، فقہ کی توجیہات میں، تصوف کی غایات میں، جہاں عوام وخواص غلط فہمیوں اور غلط کاریوں میں مبتلا ہو گئے تھے، وہاں اس مجدّد عصر کی نظر اصلاح کارفرما نظر آتی ہے اور ان علوم کے ہر باب میں حضرت کی مفصل تصانیف موجود ہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار سے متجاوز ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف وتالیفات، تمام مواعظ وملفوظات، تحریری وتقریری کارناموں کو ملاحظہ کیا جائے تو یہ بات نمایاں طور سے آشکارا ہوتی ہے کہ دین مبین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو حکیم الامت، مصلح شریعت وطریقت کے اصلاحی وتجدیدی جدوجہد کے احاطہ میں نہ آیا ہو۔

جزاءالاعمال کی تصنیف اور حضرت حاجی صاحبؒ کا ارشاد

حضرت خواجہ عزیزالحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے اشرف السوانح میں لکھا ہے کہ حضرت والا نے (حج) سے واپسی کے بعد کچھ رسائل مثلاً: جزاءالاعمال، فروع الایمان وغیرہ تصنیف فرما کر حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں بھیجے، اور خصوصاً ''اکسیر ترجمہ تنویر'' کی جلد بندھوا کر اس کے اوپر مصرعہ مشہورہ پر اپنی طرف سے مصرعہ ثانی لگا کر یہ شعر لکھ

کر بھیجا:

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف
گر قبول افتذر ہے عزوشرف

(ترجمہ) دریا کی خدمت میں سیپ کا تحفہ لایا ہوں، اگر قبول ہو جائے تو میرے لیے بہت بڑا اعزاز اور فضیلت ہے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان رسائل کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور لکھوا بھیجا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ، تم سے مسلمانوں کو بہت نفع پہنچے گا، چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ یہ پیشین گوئی اور دُعا حرف بحرف راست آئی۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور خلفاء

(۱) حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت ڈاکٹر عبدالحي صاحب عارفي رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت مولانا ولی محمد صاحب بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت مولانا ابرارالحق صاحب حقی رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت مولانا شیر محمد صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) حضرت مولانا علامہ سید سلیمان ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) حضرت مولانا عبدالغنی پھولپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) حضرت مولانا محمد انوار الحسن صاحب کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب سرحدی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب

کیملپوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۸) حضرت مولانا عبدالکریم صاحب گھمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹) حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ (۲۰) حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ۔

وفات وتدفین

آخر عمر میں کئی ماہ علیل رہ کر ۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء کی شب آپ رحلت فرما گئے، اور تھانہ بھون میں آپ ہی کی وقف کردہ زمین ''قبرستان عشق بازاں'' میں آپ کی تدفین ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

(رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ)

پیش لفظ

جزاء الاعمال

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تُجْلَبُ النِّعَمُ بِطَاعَتِہٖ وَالنِّقَمُ بِعِصْیَانِہٖ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّانِ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِیِّہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْعِزَّ لِمَنْ وَالَاہُ وَالذُّلَّ وَ الْھَوَانَ عَلٰی مَنْ عَادَاہُ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ فِی الْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَالْیُسْرِ وَالْعُسْرِ - رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ - وَفِّقْنَا لِلتَّأَسِّیْ بِھِمْ.

امّا بعد!

یہ ناچیز، ناکارہ، اپنے بھائیوں کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے کہ طاعت میں کاہلی وغفلت اور معاصی میں انہماک و جرأت وہ ظاہر ہے، جہاں تک غور کیا گیا اس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمال حسنہ وسیئہ کی پاداش (سزا) صرف آخرت میں سمجھتے ہیں، اس کی ہرگز خبر تک نہیں کہ دنیا میں بھی اس کا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور غلبہ صفات نفس کے سبب دنیا کی جزا وسزا پر چوں کہ وہ سرِ دست [فی الحال] واقع ہوجاتی ہے، زیادہ نظر ہوتی ہے، پھر عالم آخرت میں بھی جزاوسزا کے وقوع کو گو کہ عقیدتاً ان اعمال کا ثمرہ جانتے ہیں، مگر واقعی بات یہ ہے کہ جو علاقہ قوی موثر واثر میں، سبب اور مسبّب میں سمجھنا چاہئے، اسباب ومسبّبات دنیویہ میں سمجھتے ہیں، وہ علاقہ اس قوّت کے ساتھ اعمال اور ان کے ثمرات آخرت میں ہرگز نہیں سمجھتے، بلکہ قریب قریب اس طرح کا

خیال ہے کہ گویا اس عالم کے واقعات کا مستقل سلسلہ ہے، جس کو چاہیں گے پکڑ کر سزا دیں گے، جس کو چاہیں گے خوش ہو کر نعمتوں سے مالا مال کر دیں گے، اعمال کو گویا اس میں کچھ دخل نہیں ہے، (۱) حالانکہ یہ خیال بے شمار آیات واحادیث صحیحہ کے خلاف ہے چناں چہ عن قریب تفصیلاً معلوم ہوتا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ، اس لئے اس مرض کو دفع کرنے کے لئے دو امر ضروری خیال میں آئے:

اوّل: کتاب وسنت وملفوظات محققین سے دکھلا دیا جائے کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزا وسزا واقع ہوگی ایسے ہی دنیا میں بھی بعض آثار ان کے واقع ہوئے ہیں۔

دوم: یہ ثابت کر دیا جائے کہ اعمال اور ثمرات آخرت میں ایسا قوی علاقہ ہے جیسا آگ جلانے اور کھانا پکانے میں، یا کھانا کھانے میں اور شکم سیر ہونے میں [پیٹ بھرا ہوا ہو جانے میں]، یا پانی چھڑکنے میں اور آگ کے بجھ جانے میں، ان دونوں امروں کے ثبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید قوی ہے کہ سر دست جزا اور سزا ہو جانے کے یقین سے اور اسی طرح کارخانہ دنیا پر کارخانہ آخرت کے مرتب ہونے کے غلبہ اعتقاد سے طاعات میں رغبت اور معاصی سے نفرت پیدا ہو جانا سہل ہے، آئندہ توفیق اور امداد حق سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے ہے، اسی غرض کی تکمیل کے واسطے یہ رسالہ مختصر، سلیس اردو میں جمع کیا جاتا ہے "جزاء الاعمال" اس کا نام رکھا جاتا ہے۔

---

(۱): کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ اعمال کا دخل نہ ہونا تو صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے، جس میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص عمل کے زور سے جنّت میں نہیں جائے گا۔ دفعیہ اس شبہ کا یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عمل کو بالکل دخل ہی نہیں ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ عمل پر مغرور ہو کر نہ بیٹھ جائے، جزو اخیر علت تامہ کا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وبس، گویا یہ فضل بھی اعمال نیک سے نصیب ہوتا ہے، سو عمل ہی علتِ تامہ کا ایک جز ٹھہرا۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ﴾ [اعراف: ۵۶]

مضامین مذکورہ کے لحاظ سے رسالہ ہذا ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر وضع کیا گیا ہے۔

ترتیب مضامین:

مقدمہ:

باب اول: اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے؟

باب دوم: اس بیان میں کہ اطاعت وعبادت کرنے سے دنیا کا کیا کیا نفع ہے؟

باب سوم: اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے؟

باب چہارم: اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل وتاثیر ہے؟

خاتمہ: بعض مخصوص اعمال حسنہ یا سیئہ کے بیان میں جن کے کرنے یا نہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے، اور بعض شبہات کے جواب میں جو اکثر عوام کے لیے باعث بے باکی (بے خوفی) ہو گئے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی اپنے فضل وکرم سے اس کی تکمیل فرمائے، اور اس کو ذریعہ ہدایت ورشد کا بنادے، اور جو خطا ظاہری یا باطنی مجھ سے سرزد ہو جائے اس کو معاف فرمائے۔ (آمین)

وَالْآنَ نَشْرَعُ وَبِهٖ نَسْتَعِيْنُ۔

(حکیم الامت حضرت مولانا) **محمد اشرف علی تھانوی** (قدس اللہ سرہ)

مقدّمہ

اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال سبب ہیں جزا اور سزا کے

قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے یہ امر مذکور ہوا ہے، کہیں تو عمل کو شرط اور ثمرہ کو جزا قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے: ﴿فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾(۱) یعنی جب ان لوگوں نے سرکشی (بغاوت) اختیار کی اس چیز سے کہ بے شک وہ اس امر سے منع کیے گئے تھے، سو ہم نے ان کو کہا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ سرکشی کے سبب سے یہ سزا ملی ہے، اور ارشاد ہے: ﴿فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾(۲) یعنی جب انہوں نے ہم کو ناخوش کیا ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کو ناخوش کرنا سبب ہوا انتقام کا، اور ارشاد ہے: ﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾(۳) یعنی اگر تم اللہ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فیصلہ کر دیں، اور دور کر دیں تم سے تمہاری برائیاں۔ اور ارشاد ہے: ﴿وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴾(٤) یعنی اگر وہ لوگ مستقیم رہتے راہ پر البتہ پینے کو دیتے ہم ان کو پانی بکثرت۔ اور ارشاد ہے: ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّيْنِ﴾(۵) یعنی اگر

---

(۱): اعراف: ٦٦

(۲): زخرف: ٥٥

(۳): انفال: ۲۹

(٤): جن: ١٦

(٥): توبہ: ١١

وہ لوگ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، تو وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں۔

اور کہیں ''باء سببیہ'' لائے ہیں؛ چنانچہ ارشاد ہے کہ ﴿ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ﴾ (۱) یعنی یہ سزا بسبب ان اعمال کے ہے جو کہ تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔

اور ارشاد ہے: ﴿بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (۲) یعنی یہ جزا بسبب اس کام کے ہے جس کو تم کرتے تھے۔ اور ارشاد ہے: ﴿ذٰلِكَ جَزَاۤؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ (۳) یعنی یہ بسبب اس کے ہے کہ انہوں نے انکار کر دیا ہماری نشانیوں کا۔

اور کہیں ''فائے سببیہ'' لائے ہیں؛ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ﴾ (٤) یعنی انہوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کے رسول کی، پس پکڑ لیا ان کو۔ اور ارشاد ہے: ﴿فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ﴾ (٥) یعنی ان لوگوں نے موسیٰ وہارون (علیہما الصلاۃ والسلام) کی تکذیب کی، پس ہوئے ہلاک کئے ہوؤں سے۔

کہیں کلمہ ''لولا'' وارد ہے؛ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾۔ (٦) یعنی اگر یونس تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو ٹھہرے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح کی بدولت اس قید سے رہائی ہوئی۔ کہیں لفظ ''لو'' آیا ہے؛ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا

(۱) : آل عمران: ۱۸۲

(۲) : جمعه: ۸

(۳) : بنی اسرائیل: ۹۸

(٤) : حاقه: ۱۰

(٥) : مومنون: ٤٨

(٦) : صافات: ۱٤۳-۱٤٤

مَـايُوْعَظُوْنَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًالَهُمْ﴾(۱) یعنی اگر وہ لوگ کرتے اس کام کو جس کی وہ نصیحت کیے جاتے ہیں تو ان کے لیے بہتر ہوتا۔

تمام آیتیں صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ اعمال اور جزا میں ضرور علاقہ (تعلق) ہے۔

(حکیم الأمت حضرت مولانا) **محمد اشرف علی** (صاحب تھانوی قدس سرہ)

(۱) : نساء: ٦٦

باب اول

اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے

یوں تو یہ مضرّتیں (نقصانات) اس کثرت سے ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا، مگر اس مقام پر اولاً کچھ آیات واحادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں، اس کے بعد کسی قدر تفصیل وترتیب سے لکھیں گے۔ قرآن مجید میں جونافرمانوں کے جابجا (جگہ جگہ) قصے اوراس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں، کس کو معلوم نہیں، وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس (شیطان) کو آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا؟ یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا، صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہوگیا، بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی، قرب کے عوض بُعد حصہ میں آیا، تسبیح وتقدیس کی جگہ کفر وشرک، جھوٹ، فحش انعام ملا۔ وہ کیا چیز ہے کہ جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کردیا؟ وہ کون سی چیز ہے کہ جس سے ہوائے تُند (تیز ہوا) کو قوم عاد پر مسلّط کیا گیا، یہاں تک کہ زمیں پر پٹک پٹک کے مارے گئے؟ وہ کون سی چیز ہے جس سے ''قوم ثمود'' پر چیخ آئی؟ جس سے اُن کے کلیجے پھٹ گئے اور تمام کے تمام ہلاک ہوگئے؟ وہ کون سی چیز ہے جس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں آسمان تک لے جاکر الٹی گرائی گئیں اوراوپر سے پتھر برسائے گئے؟ وہ کون سی چیز ہے جس سے قوم شعیب علیہ السلام پر بہ شکل سائبان ابر (بادل) کے عذاب آیا اوراس سے آگ برسی؟ وہ کون سی چیز ہے جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی؟ وہ کون سی چیز ہے جس سے قارون زمین میں دھنسایا گیا اور پیچھے سے گھر اوراسباب اس کے ہمراہ ہوا؟ وہ کون سی چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلّط کیا جو سخت لڑائی

والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زَیر وزَبر (الٹ پلٹ) کرڈالا، اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنا بنایا کارخانہ تباہ وبرباد ہوا؟ اور وہ کون سی چیز ہے جس نے انہیں (بنی اسرائیل کو) طرح طرح کی مصیبت وبلا میں گرفتار کیا؟ کبھی قتل ہوئے، کبھی قید، کبھی ان کے گھر اجاڑے گئے، کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے، کبھی وہ جلاوطن کیے گئے۔ وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا؟ ان قصوں کو جابجا ذکر فرمایا گیا، اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ ارشاد فرمائی:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾(۱)
یعنی اللہ تعالی ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

دیکھیے! ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا خرابیاں بھگتیں؟

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب قبرص فتح ہوا، حضرت جبیر بن نُفَیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا: اے ابوالدرداء! ایسے مبارک دن میں رونا کیسا! جس میں اللہ تعالی نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت دی؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے جبیر! افسوس ہے! تم نہیں سمجھتے، جب کوئی قوم اللہ تعالی کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے وہ اللہ تعالی کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے، دیکھو! کہاں تو یہ قوم برسرِ حکومت تھی، خدا کا حکم چھوڑنا تھا اور ذلیل وخوار ہونا تھا، جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہو(۱)۔

(۱) أخرجه الإمام أحمد عن جبير بن نُفير قال: "لمّا فُتِحَتْ قبرصُ وفرق بين أهلها، فبكىٰ بعضُهم إلى بعض، رأيتُ أباالدرداء جالسًا وحدَه يبكي، فقلتُ: ياأباالدرداء =

اور مسند میں ہے، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُه''(۱). یعنی بے شک آدمی محروم ہوجاتا ہے رزق سے، گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔

''ابن ماجہ'' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہے رسول اللہ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جب تم اُن میں مبتلا کردیئے جاؤ گے، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ:

۱-جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے، تو وہ طاعون (ایک وبائی مرض) میں مبتلا ہوں گے، اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔

۲-اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی، قحط (کمیابی) اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوں گے۔

۳-اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوۃ کو، مگر بند کیا جائے گا بارانِ رحمت (رحمت کی بارش) ان سے، اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی۔

= مايُبكِيكَ في يومٍ أعزَّ اللّهُ فيهِ الإسلامَ وأهلَه، قال: وَيحَكَ ياجُبير !مَاأهون الخلق على اللّه إذا هُم تركُوا أمرَه، بَيْنَا هي أمّةٌ قَاهِرةٌ ظاهِرةٌ لَهم المُلكُ تَركُوا أمرَاللّهِ -عزَّوجلَّ- فصَارُوا إلى ماترىٰ" .(الزهدلأحمد بن حنبل، زهد أبى الدرداء: ١٧٦/١، دارالكتب العلمية، بيروت)

(١) وهو جزءٌ مِن الحديثِ الذي رواه ابنُ ماجه عن ثوبانَ -رضي اللّه عنه-قال: قال رسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم : لاَيَزِيدُ في العمرِ إلا البرُّ، ولاَ يَرُدُّ القدرَ إلاَّ الدُّعاءُ، وإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحرَمُ الرِّزقَ بِالذَّنبِ يُصِيبُه" . (سنن ابن ماجه، كتابُ الفتنِ، باب العقوبات، رقم الحديث: ٤٠٢٢)

۴-اور نہیں عہد شکنی (وعدہ خلافی) کی کسی قوم نے مگر مسلّط فرمائے گا اللہ تعالی ان کے دشمن کو غیر قوم سے، بہ جبر لے لیں گے ان کے اموال کو۔

۵-جب تک ان کے حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں اور اللہ کے حکم کو اختیار نہ کریں، تو اللہ ان کو آپس میں لڑادیں گے(۱)۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زلزلہ کا سبب دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: جب لوگ زنا کو امرِ مباح (جائز کام) کی طرح بے باکی سے کرنے لگتے ہیں، اور شرابیں پیتے ہیں، اور معازف (گانے بجانے کے آلات) بجاتے ہیں، اللہ تعالی کو آسمان میں غیرت آتی ہے، زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ ان کو ہلا ڈال (۲)۔

---

(۱) رواه ابن ماجه عن عبدِالله بن عمرَ -رضي الله عنه -قال: اَقْبَلَ عَلَيْنَارَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ! خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ، لَمْ[تَظْهَرْ]الفَاحِشَةُ فِي قَومٍ قَطُّ، حَتّٰى يُعلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيْهِمِ الطَّاعُوْنُ والأَوجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَت فِي أَسْلَافِهِمِ الَّذِيْنَ مَضَوْا، ولَمْ يَنْقُصُوْا المِكْيَالَ والمِيْزَانَ، إِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمُؤُوْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوْاالقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْلَا البَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا، ولَمْ يُنْقَضُوْا عَهْدَاللهِ وعَهْدَ رَسُوْلِهِ، إِلَّاسَلَّطَ اللهِ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيْهِمْ، وَمَالَمْ تَحْكُمْ أَئِمَتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ، ، ويَتَخَيَّرُوا مِمَّا أَنْزَلَ اللهُ، إِلَّا جَعَلَ اللهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ". (سنن ابن ماجه، كتابُ الفتنِ، باب العقوبات، رقم الحديث: ٤٠١٩)

(٢) رَوَاهُ ابن أبي الدنيا عَن أَنسِ بنِ مَالِكٍ -رضي الله عنه-أَنَّه دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ -رضي الله عنها-وَرَجُلٌ مَعَهُ فَقَالَ لَهَا الرَّجُلُ: يَاأُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! حَدِّثِيْنَا عَنِ الزَّلْزَلَةِ، فَقَالَتْ: إِذَااستَبَاحُوْاالزِّنَا، وشَرِبُواالخَمْرَ، وَضَرَبُوابِالْمَغَانِي، وغَارَاللهِ-عزوجلّ-فِي سَمَائِهِ، فَقَالَ لِلأَرض: تَزَلْزَلِيْ بِهِمْ، فَإِنْ تَابُوْا وَنَزَعُوْا، وُإِلاَّ هَدَمَهَا عَلَيهِم، قَالَ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَعَذَابٌ لَهُمْ؟قَالَتْ: بَلْ مَوعِظَةٌ وَرَحْمَةٌ وَبَركَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَنَكَالٌ وَعَذَابٌ وَسَخَطٌ=

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جا بجا شہر میں حکم نامے بھیجے، جن کا مضمون یہ ہے:

بعد حمد وصلوۃ کے مدّعا یہ زلزلہ زمیں کا علامتِ عتاب الٰہی (خدا کا قہر وغضب) ہے، میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ، فلاں مہینے میں میدان میں نکلیں یعنی تضرّع (گڑگڑانے) کے لیے، اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ بھی ہو وہ خیرات بھی کرے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰیO وَذَکَرَاسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰیO﴾(۱) تحقیق فلاح پائی، جس شخص نے پاکی حاصل اور ذکر کیا نام اپنے رب کا اور نماز پڑھی (۲)

اور کہو کہ جس طرح آدم علیہ السلام نے کہا تھا: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾(۳)

= عَلَى الْكَافِرِيْنَ ،قَالَ: أنس: مَاسَمِعْتُ حَدِيْثًا بَعْد رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ، أنَا أشَدّ فَرَحًا مِني بِهَذَا الحَدِيث" . (العقوبات لابن أبي الدنيا، أسباب العقوبات وأنواعها: ۲۹/۱ ، رقم الحديث: ۱۷ ، دارابن حزم، بيروت)

(۱) اعلیٰ: ۱۴-۱۵

(۲) كَتَبَ عُمر بن عبدالعزيز إلى أهلِ الأمصَار: "إنَّ هٰذهِ الرَّجْفَةَ شَيٌّ يُعَاتبُ اللّٰهُ بِهِ العِبَادَ، وقد كُنتُ كَتَبْتُ إلى أهلِ بَلَدِ كَذَا وَكَذَا أنْ يَخْرُجُوا يَوْمَ كَذَاوَكَذَا، فَمَنِ اسْتَطَاعَ أن يَتَصَدَّقَ فَلْيَفْعَلْ---" .(سيرة عمربن عبدالعزيز، لأبي محمد عبدالله بن عبد الحكم، رأيه في الزلزلة وأمره الناس بالصدقة: ۶۴/۱ ، عالم الكتب، بيروت) (اور بعض نے ''تزکی'' زکوۃ سے لیا ہے، ظاہراً عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی تفسیر ہے)

(۳) اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا، اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جاوے گا۔ (بیان القرآن، اعراف: ۲۳)

اور جس طرح نوح علیہ السلام نے کہا تھا:﴿وَاِلَّا تَغْفِرْلِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَكُنْ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾(۱)

اور جس طرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا:﴿لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۲)

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے، ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں، بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں (۳)۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتب حکمت میں پڑھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں اللہ ہوں" بادشاہوں کا مالک ہوں، ان کا دل میرے ہاتھ میں ہے، پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کا دل اس پر مہربان کر دیتا ہوں، اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انہی باشاہوں کو اس شخص پر عقوبت مقرر کرتا ہوں، تم بادشاہوں کو برا کہنے میں مشغول مت ہو، میری طرف رجوع کرو میں ان کو تم پر نرم کر دوں گا (۴)۔

---

(۱) اور اگر آپ میری مغفرت نہ فرماویں گے اور مجھ پر رحم نہ فرماویں گے تو میں تو بالکل تباہ ہی ہو جاؤں گا۔ (بیان القرآن، ہود:۴۷)

(۲) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ پاک ہیں بے شک میں قصوروار ہوں۔ (بیان القرآن، انبیا:۸۷)

(۳) رواه ابن أبي الدنيا عَن عَمَّارِ بن يَاسِر وَحُذيفة -رضي الله عنهما- قَالا: قَال رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ اللّٰهَ عزو جَلَّ إِذَا أَرَادَ بِالْعِبَادِ نِقْمَةً أَمَاتَ الأَطْفَالَ، وَأَعْقَمَ أَرْحَامَ النِّسَاءِ، فَتَنْزِلُ بِهِمُ النِقْمَةُ وَلَيْسَ فِيْهِمْ مَرْحُومٌ" (العقوبات لابن أبي الدنيا، اسباب العقوبات وانواعها: ۳٤/۱، رقم الحديث: ۲٦)

(٤) مَالِكُ بنِ دينار عَن خلاص بن عمرو عن أبي الدرداء -رضي الله عنه- قال: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: إِنَّ اللّٰهَ عزّ وجل يقول: أَنَا اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلاَّ أَنَا، مَالِكُ الْمُلْكِ =

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں، اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت عطا کرتا ہوں، اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں، اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی، غضب ناک ہوتا ہوں، لعنت کرتا ہوں، اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے(۱)۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالی

= وَمَالِكُ الْمُلُوكِ، قلوبُ الملوكِ بِيَدِي، وإنّ العِبَادَ إِذَا أَطَاعُونِيْ حَولت قلوبَ مُلُوكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّأفَةِ وَالرَّحْمَةِ، وإنَّ العِبادَ إذا عَصونيْ، حولتُ قلوبَ ملوكِهم عليهم بِالسَّخَطِ وَالنِقْمَةِ، فَسَاموهُم سوءَ العذابِ، فلا تَشْتَغِلُواأَنْفُسَكُمْ بِالدُّعَاءِ عَلى المُلُوكِ، وَلكِن اشْتَغِلُوا أَنفُسَكُمْ بِالذِّكرِ وَالتَضرعِ إِلَي، أَكْفِكُم مُلوكَكُم") غريب من حديث مالك مرفوعاً، تفرد به علي بن معبد عن وهب بن راشد (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبي نعيم الأصفهاني، مالك بن دينار: ٢/٢٨٨، دارالفكر بيروت) قال الدارقطني: وهب بن راشد ضعيف جداً، متروك الحديث، ولا يصح هذا الحديث مرفوعاً، قال: فرواه جعفر بن سليمان عن مالك بن دينار: أنه قرأ في الكتب هذا الكلام وهو أشبه بالصواب (العلل المتناهية لابن الجوزى، حديث في أن قلوب الملوك بيد الحق عزّوجلّ، رقم الحديث: ١٢٨١، ص: ٢٦٨) ت: الشيخ خليل الميس، دار الكتب العلمية بيروت)

(١) أخرجه أحمد عن وهبٍ يقولُ: إنَّ الرَّبَّ تَبارَكَ وَتَعَالىٰ قَالَ فِى بَعْضِ مَايَقُولُ لِبَنِيْ إِسْرَائِيلَ: "إِنِّىْ إِذَا أُطِعتُ رَضِيتُ، وَإِذَا رَضِيتُ بَارَكْتُ، ولَيْسَ لبركَتِي نِهَايَةٌ، وَإِنِّىْ إِذَا عُصِيتُ غَضِبْتُ وَإِذَا غَضِبْتُ لَعَنْتُ، ولَعْنَتِيْ تَبْلُغُ السَّابِعَ مِنَ الْوَلدِ". (كتاب الزهد أحمد بن حنبل، قصة نوح عليه الصلوة والسلام: ١/٦٩، دارالكتب العلمية، بيروت)

کی بے حکمی کرتا ہے، تو اس کی تعریف کرنے والا خود بخود ہجو (مذمت) کرنے لگتا ہے(۱)۔

اور بہت احادیث وآثار میں مضرتیں گناہ کی جو دنیا میں پیش آتی ہیں مذکور ہیں۔

اب بعض نقصانات تفصیل وترتیب سے مرقوم ہوتے (لکھے جاتے) ہیں، آسانی کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کیے لیے فصلیں مقرر کی جائیں۔

فصل ۱: علم اور نور باطنی سے محرمی

ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے، کیوں کہ علم ایک باطنی نُور ہے اور معصیت سے نُورِ باطن بجھ جاتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو وصیّت فرمائی تھی "إنَّ اللّٰـهَ تعالیٰ قَدالَقٰی عَلٰی قَلبِكَ نُوراً، فَلا تُطفِئُه بِظُلمَةِ المَعصِيَةِ"(۲).

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اس کو تاریکیٔ معصیت سے مت بجھا دینا۔

فصل ۲: رزق کی کمی

ایک نقصان گناہ کا دنیا میں یہ ہے کہ رزق کم ہوجاتا ہے، اس مضمون کی حدیث

---

(۱) "أخرجه أحمد عن عامر قال: كَتَبَتْ عَائِشَةُ --رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا -إلٰى مُعَاوِيَةَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنه -: أمَّـا بَـعْـد! فَـإنَّ الْـعَبْدَ إذَاعَمِلَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ، عَادَ حَامِدُهُ مِنَ النَّاسِ ذَامّاً" . (كتاب الزهد لأحمد بن حنبل، زهد عائشة: ۱/ ۲۰٦)

(۳) (نـقـلـه الإمـام الـنـووي فـي تهذيب الأسماء واللغات، فصل في شهادة أئمة الإسلام المتقدمين فمن بعدهم للشافعي بالتقدم في العلم: ۱/ ۵۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

اوپر آچکی ہے۔

فصل ۳: خدا سے وحشت

ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو خدائے تعالیٰ سے ایک وحشت [گھبراہٹ سی] رہتی ہے، اور وہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو سمجھ سکتا ہے۔ کسی شخص نے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا:

اِذَا کُنْتَ قَدْ اَوْحَشَتْكَ الذُّنُوْبُ فَدَعْهَا اِذَا شِئْتَ وَاسْتَانِس (۱)

فصل ۴: نیک لوگوں سے وحشت

ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت کرنے سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے، خصوصاً نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دل نہیں لگتا، اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دور اور ان کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھ سے کبھی معصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بیوی اور جانور کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ میرے پوری طرح مطیع (فرمانبردار) نہیں رہتے۔

فصل ۵: مقاصد کے حصول میں دشواری

ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو اکثر کارروائیوں میں دشواری پیش آتی ہے، جیسے تقویٰ اختیار کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں، وَقَالَ تَعَالیٰ: ﴿وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّه مَخْرَجاً﴾ (۲) ایسے ہی ترکِ تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

فصل ۶: دل، چہرہ اور آنکھوں کا تاریک و بے رونق ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے، ذرا بھی دل میں

---

(۱): یعنی جب وحشت میں ڈالے تجھ کو گناہ سو تجھ کو جب رفع وحشت منظور ہو، گناہ کو چھوڑ اور اُنس حاصل کر لے۔

(۲) طلاق: ۲

غور کیا جائے تو یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے، اس ظلمت کی قوت سے ایک حیرت پیدا ہو جاتی ہے، اس سے بدعت (۱) وضلالت (گمراہی) وجہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے، اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے، اور پھر چہرے پر ہر شخص کی یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے، فاسق (گنہگار) کیسا ہی حسین وجمیل ہو، مگر اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، قلب میں نور، رزق میں وسعت، بدن میں قوت، لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی، قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی، لوگوں کے دلوں میں بُغض (کینہ) ہوتا ہے۔

فصل ۷: دل وجسم کا کمزور ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے، دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ امور خیر (نیکی کے کام) کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود (ختم) ہو جاتی ہے، رہ گئی بدن کی کمزوری سو بدن تو قلب کے تابع ہے، جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا۔ دیکھو تو! کفار فارس وروم کیسے ''قوی الجثۃ'' (مضبوط جسم والے) تھے، مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں ٹھہر سکے۔

فصل ۸: طاعات سے محرومی

ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے، آج ایک طاعت گئی، کل دوسری چھوٹ گئی، پرسوں تیسری رہ گئی، یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

---

(۱) وہ رسم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ (اور خیر القرون) میں نہ تھی۔

فصل ۹: عمر میں بے برکتی

ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے، اور اس کی برکت ٹلتی ہے؛ کیوں کہ بر (نیکی) سے عمر بڑھ جانا ''حدیث صحیح'' سے ثابت ہے(۱) تو فجور (گناہ) سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجیے۔ اور یہ شبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے؟ کیوں کہ عمر کی کیا تخصیص ہے، یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں، امیری اور غریبی، صحت ومرض سب میں یہی شبہ ہوسکتا ہے، مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے، یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیے۔

فصل ۱۰: معاصی کا خُوگر ہونا کہ ترک دشوار ہوجائے

ایک نقصان یہ ہے کہ ایک معصیت دوسری معصیت کا سبب ہوجاتی ہے، وہ تیسری کا، اسی طرح شُدہ شُدہ (آہستہ آہستہ) معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ عاصی (گناہ گار) گناہوں میں گِھر جاتا ہے، دوسرا یہ کہ کرتے کرتے اس کی عادت ہوجاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے، پھر اس کو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے، اور پھر اس کم بخت میں لطف ولذت بھی نہیں رہتی۔

فصل ۱۱: توبہ کی توفیق نہ ملنا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں ہوتی، اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔

---

(۱) كَمَامَرَّ من روية ابن ماجه عن ثوبان– رَضِيَ اللّٰه عنه– قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم : لَايَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ---الخ) (۱) ، دیکھیے صفحہ نمبر: ۳۹، حاشیہ: ۱

فصل ۱۲: گناہ کو گناہ نہ سمجھنا

ایک نقصان یہ ہے کہ چند روز میں اس معصیت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے، اس کو برا نہیں سمجھتا، نہ اس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا، بلکہ خود تفاخراً اس کا ذکر کرتا ہے، ایسا شخص معافی سے دور ہوتا جاتا ہے، جیسا ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے: "كُلُّ أُمَّتِي مُعَافىً اِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ، وَاِنَّ مِنَ الْاِجْهَارِ اَن يَّسْتُرَ اللّٰهُ عَلَى الْعَبْدِ ثُمَّ يُصْبِحُ يُفْضِحُ وَيَقُولُ: يَا فُلَانُ! عَمِلْتُ يَوْمَ كَذَا كَذَا وَكَذَا، فَتَهَتَّكَ نَفْسُهُ وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ" (۱).

خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ سب کے لیے معافی کی امید ہے، مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں، اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاری (پردہ پوشی) فرمائی تھی، مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلانے! ہم نے فلاں فلاں دن، فلاں فلاں کام کیا تھا، خود اپنی پردہ دری (ہتک عزت) کی، حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپالیا تھا، اور کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اسی واسطے ایک بزرگ کا قول ہے کہ تم تو گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔

فصل ۱۳: خدا کے دشمنوں سے مشابہت

ایک نقصان یہ ہے کہ ہر معصیت دشمنان خدا میں سے کسی کی میراث ہے، تو گویا

---

(۱) (متفق عليه، رواه مسلم نحوه كتاب الزهد (الرقاق)، باب النهي عن هتك الإنسان ستر نفسه، (رقم الحديث: ۷۴۸۵) وفي رواية البخاري عن أبي هريرة رضي الله عنه: إن من المجاهرة أن يعمل الرجلُ بالليل عملاً، ثم يصبح وقد ستره الله، فيقول: يا فلان! عملتُ البارحةَ كذا وكذا، وقد بات يستره ربه، ويصبح يكشف ستر الله عنه") (كتاب الأدب، باب ستر المؤمن على نفسه، رقم الحديث: ۶۰۶۹)

یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے، مثلاً: ''لواطت'' قوم لوط علیہ السلام کی میراث ہے، ''کم ناپنا، کم تولنا'' قوم شعیب علیہ السلام کی میراث ہے، ''غلو (بڑائی) وفساد'' فرعون اور اس کی قوم کی میراث ہے، '' تکبر و تجبر'' قوم ہود علیہ السلام کی' تو یہ عاصی ان لوگوں کی وضع (بناوٹ) وہیئت بنائے ہوئے ہے۔ مسند احمد اور سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے: ''مَنْ تَشَبَّـهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ'' (۱) یعنی جو شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ انہی میں شمار ہے۔

فصل ۱۴: دربارِ الٰہی میں بے قدر و قیمت ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر و خوار ہوجاتا ہے، اور جب خالق کے نزدیک خوار و ذلیل ہوگیا، مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَن يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ﴾ (۲)

یعنی ؎ عزیزے کہ از درگہش سر بتافت بہر در کہ شد، ہیچ عزت نیافت

اگرچہ لوگ بخوف اس کے ظلم و شرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہوں، مگر کسی کے دل میں عظمت نہیں رہتی۔

فصل ۱۵: گناہ کا اثر دوسری مخلوقات پر

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی نحوست (برا اثر) جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے، اسی طرح کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے، وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں، گناہ کی سزا تو الگ ہوگی، یہ لعنت اس پر طُرّہ (اضافہ) ہے۔

---

(۱) (سنن أبي داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، رقم الحديث: ۴۰۳۱، وأخرجه أحمد في المسند: ۲/ ۵۰)

(۲) اور جس کو خدا ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ (بیان القرآن، حج: ۱۸)

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں، جب کہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے، اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست سے ہے۔

فصل ۱۶: عقل میں فتور وفساد کا پیدا ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے عقل میں فتور وفساد آجاتا ہے، کیوں کہ عقل ایک نورانی چیز ہے، کدورت ومعصیت سے اس میں کمی آجاتی ہے، بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے، اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہوسکتا ہے کہ یہ شخص خدا کی قدرت میں ہے، ان کے مِلک میں رہتا ہے اور وہ دیکھ بھی رہے ہیں، ان کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں، قرآن مجید منع کررہا ہے، ایمان منع کررہا ہے، موت منع کررہی ہے، دوزخ منع کررہی ہے، گناہ کرنے سے اس قدر سُرور ولذت نصیب نہ ہوگی، جس قدر دنیا وآخرت کے منافع اس سے فوت ہوگئے، بھلا کوئی سلیم عقل والا ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کرسکتا ہے؟

فصل ۱۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مستحق ہونا

ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں داخل ہوجاتا ہے، کیوں کہ آپ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے، اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں، ان پر تو بدرجہ اولیٰ استحقاق لعنت ہے، مثلاً: لعنت فرمائی ہے آپ نے اس عورت پر جو گودے (جسم کھود کر رنگ بھرے) اور گودوائے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے، اور جو دوسرے سے یہ کام لے(۱)۔

---

(۱) أخرجه الترمذي عن ابن عُمَرَ- رَضِيَ اللّٰهُ عنهما-عن النبي صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَعَنَ اللّٰهُ الوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوصِلَةَ وَالوَاشِمَةَ وَالمُسْتَوْشِمَةَ". أبواب الأدب، باب ماجاء =

اورلعنت فرمائی ہے آپ نے سود لینے والے، اور دینے والے پر، اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر(۱)۔ اورلعنت فرمائی ہے آپ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ ہو۔ یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھرایا جائے (۲)۔ اورلعنت فرمائی ہے چور پر(۳)۔

= في الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة'رقم الحديث: ٢٧٨٢، ٢٧٨٣) (وأخرج البخاري حديثاً طويلاً في معناه، كتاب التفسير، باب (ماآتاكم الرسول فخذوه) رقم الحديث: ٤٨٨٦، ومسلم في كتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والنامعة والمتنمعة والمتفلجات والمغيرات خلق الله تعالى، رقم الحديث: ٥٥٧١، ٥٥٧٣) وأبوداؤد في سننه، كتاب الترجل، باب في صفة الشعر، رقم الحديث: ٤١٦٧، ٤١٦٩، ٤١٧٠، وابن ماجه في سننه، كتاب النكاح، باب الواصلة والواشمة، رقم الحديث: ١٩٨٧، ١٩٨٩)

(١) رواه مسلم عَن جَابِرٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ-قَالَ: "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَه، وَكَاتِبَهٗ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ". (كتاب المساقاة والمزارعة، باب لعن آكل الربا ومؤكله، رقم الحديث: ٤٠٩٣) (وأخرج الترمذي في سننه مثله عن ابن مسعود -رضي الله عنه -إلا أنه لم يذكر: "هم سواء"، أبواب البيوع باب ماجاء في أكل الربا، رقم الحديث: ١٢٠٦)

(٢) رواه الترمذي عَنْ عَلِيٍ وَعَبْدِاللهِ بنِ مَسْعُوْدٍ -رَضِيَ الله عنهما -قَالَ: "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم المُحِلَّ وَالمُحَلَّلَ لَهٗ". (أبواب النكاح، باب ماجاء في المحل والمحلل له، رقم الحديث: ١١١٩، ١١٢٠، وأخرجه النسائي عن عبدالله -رضي الله عنه- إلا أنه ذكر المحلل مكان المحل، (كتاب الطلاق، باب إحلال المطلقة ثلاثا ومامنه من التغليظ، رقم الحديث: ٣٤٤٦) ترمذی کی اس روایت میں سابقہ دونوں روایتوں کے الفاظ بھی مذکور ہیں۔

(٣) رواه البخاري عن أبي هريرة -رضي الله عنه-عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: =

اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے اور اس کے پلانے والے پر، اور اس کے نچوڑنے والے پر، اور نچڑوانے والے پر، اور بیچنے والے پر، اور خریدنے والے پر، اور اس کے دام کھانے والے پر، اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کے لیے لاد کر لائی جائے (۱)۔

اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو برا کہے (۲)۔

= "لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ، فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ". (كتاب الحدود، باب لعن السارق إذا لم يسم، رقم الحديث: ٦٧٨٣) "وأخرجه مسلم أيضا في سننه عنه -رضي الله عنه- كتاب الحدود، باب حد السرقة ونصابها، رقم الحديث: ٤٤٠٨، وأخرجه أيضاً النسائي في سننه عنه -رضي الله عنه- كتاب قطع السارق، تعظيم السرقة، رقم الحديث: ٤٨٧٧، وأخرجه أيضا ابن ماجه في سننه عنه -رضي الله عنه- كتاب الحدود، باب حد السارق، رقم الحديث: ٢٥٨٣)

(١) رواه الترمذي عَنْ أَنَسِ بن مَالِكٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عنه- قَالَ: "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْخَمْرِ عَشْرَةً: عَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَشَارِبَهَا، وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُوْلَةَ إِلَيْهِ، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا، وَآكِلَ ثَمَنِهَا، وَالْمُشْتَرِي لَهَا، وَالْمُشْتَرَاةَ لَهُ". (أبواب البيوع، باب النهي أن يتخذ الخمر خلاً، رقم الحديث: ١٢٩٥) (وأخرجه أيضاً ابن ماجه في سننه، عنه -رضي الله عنه- أبواب الأشربة، باب لعنت الخمر على عشرة أوجهٍ، رقم الحديث: ٣٣٨١، وأخرجه أبوداؤد في معناه عن ابن عمر -رضي الله عنهما- كتاب الأشربة، باب العصير، رقم الحديث: ٣٦٧٤، وأخرجه أيضاًابن ماجه في سننه، عنه -رضي الله عنه- أبواب الأشربة، باب لعنت الخمر على عشرة أوجهٍ، رقم الحديث: ٣٣٨٠)

(٢) رواه مسلم في صحيحه عَن عَلي -رَضِيَ الله عنه- قَالَ: "لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ آوىٰ مُحْدِثًا، وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الأَرْضِ" (كتاب الأضاحي، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى ولعن فاعله، رقم الحديث: ٥١٢٤ - ٥١٦٢) وأخرجه النسائي أيضاً في سننه عنه -رضي الله عنه- كتاب الضحايا، باب من ذبح لغير الله عزوجل، رقم الحديث: ٤٤٢٧)

اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بنائے (۱)۔ اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں، اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں (۲)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے (۳)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے، یا ایسے شخص کو پناہ دے (۴)۔

(۱) رواه النسائي في سننه عَن ابن عُمَرَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمُ- قَالَ: "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوحُ غَرَضاً". (كتاب الضحايا، النهى عن المجثمة، رقم الحديث: ٤٤٤٦) وأخرجه البخاري في معناه عنه -رضى الله عنهما- كتاب الذبائح والصيد، باب مايكره من المَثْلَةِ والمَصْبُورَةِ وَالمُجَثَّمَةِ، رقم الحديث: ٥٥١٥، وأخرجه مسلم أيضاً عنه -رضي الله عنهما- كتاب الصيد والذبائح ومايؤكل من الحيوان، باب النهى عن صبر البهائم، رقم الحديث: ٥٠٦١، أخرجه النسائي أيضاً عنه -رضي الله عنهما- في معناه، كتاب البيوع، باب النهي عن المجثمة، رقم الحديث: ٤٤٤٧)

(٢) رواه البخاري في صحيحه عن ابن عباس -رَضِيَ اللّٰهُ عنهما- قَالَ: "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم المُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ". (كتاب اللباس، باب المُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَاءِ وَالمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ، رقم الحديث: ٥٨٨٥) وأخرجه الترمذى أيضاً في سننه، عنه -رضى الله عنهما- أبواب الأدب، باب ما جاء في المُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ، رقم الحديث: ٢٧٨٤)

(٣) قدمرّ تخريجه، دیکھیے: صفحه نمبر: ٥٢، حاشیه نمبر: ٢

(٤) أخرجه البخاري في حديث طويل عن علي -رضي الله عنه- قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "اَلْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلٰى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثاً، أَوْ آوىٰ مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ --- الخ". (كتاب الجزية والموادعة، باب إثم من عاهد ثم غدر، رقم الحديث: ٣١٧٩) (وقد مرّ رواية مسلم والنسائي في معناه، انظر صفحة: ٥٢، حاشية: ٢)

اورلعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والے پر(۱)۔ اورلعنت فرمائی ہے اس شخص پر جوقوم لوط کا سا عمل کرے(۲)۔اورلعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی جانور سے صحبت کرے(۳)۔ اورلعنت فرمائی ہے اس پر جو جانور کے چہرہ پر داغ لگائے(۴)۔ اورلعنت فرمائی ہے اس

---

(۱) رواه البخاري في صحيحه: "نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ ثَمَنِ الكَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِ، وَنَهىٰ عَنِ الوَاشِمَةِ وَالمَوْشُوْمَةِ، وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوكِلِه، وَلَعَنَ المُصَوِّرِ" (كتاب البيوع، باب موكل الربا، لقول الله عزوجل۔۔۔الخ، رقم الحديث: ٢٠٨٦ وفي باب ثمن الكلب، رقم الحديث: ٢٢٣٨، وفى كتاب الطلاق، باب مهر البغي والنكاح الفاسد، رقم الحديث: ٥٣٤٧، وفي كتاب اللباس، باب من لعن المصور، رقم الحديث: ٥٩٢٦)

(٢) عن ابن عباس وأبي هريرة -رضي الله عنهم-أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ" (مشكوة المصابيح، كتاب الحدود، الفصل الثالث، رقم الحديث: ٣٥٨٣)

(٣) أخرجه أحمد في مسنده عن عبدالله بن عباس۔ رضي الله عنهما -قال النبيُ صلى الله عليه وسلم : "مَلعُونٌ مَنَ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ" . (مسند عبد الله بن عباس، رقم الحديث: ١٨٧٥، ٢٩١٦: ٥٧٩/١، ٨٠٦) وفي رواية عنه -رضي الله عنهما-لَعَنَ اللّٰهُ مَنَ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ (رقم الحديث: ٢٩١٥، ٢٩١٧) : ٨٠٥/١، ٨٠٦، عالم الكتب،بيروت)

(٤) رواه مسلم في صحيحه عَنْ جَابِرٍ -رضي الله عنه - أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: "لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِىْ وَسَمَه" . (كتاب اللباس، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه وسمه فيه، رقم الحديث: ٥٥٥٢) وأخرجه أبوداؤد في سننه، عنه -رضي الله عنه- إلاأنه ذكر في رواية: "أما بلغكم أني لعنت من وسم البهيمة في وجهها، أو ضربها في وجهها؟ فنهى عن ذلك) (كتاب الجهاد، باب النهي عن الوسم في الوجه والضرب في الوجه، رقم الحديث: ٢٥٦٤)

شخص پر جو کسی مسلمان کوضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے(۱)۔ اور لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں، اور ان لوگوں پر جو وہاں پر سجدہ کریں، یا چراغ رکھیں(۲)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے، یا غلام کو اس کے آقا سے بہکا کر بھڑکائے(۳)۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے(۴)۔

---

(۱) رواه الترمذي في سننه عَن أبِي بَكر الصديقِ -رَضِيَ اللّٰهُ عنه- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "مَلْعُوْنٌ مَنَ ضَارَ مُؤمِنًا، أوْ مَكَرَ بِهِ". (أبواب البر والصلة، باب ماجاء في الخيانة والغش، رقم الحديث: ١٩٤١)

(۲) رواه الترمذي في سننه عن ابن عباس-رَضِي اللّٰهُ عنهما -قَالَ: "لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "زَائرَاتِ القُبُورِ وَالمُتَّخِذِيْنَ عَلَيهَا المَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ". (أبواب الصلوة، باب ماجاء في كراهية أن يتخذ على القبر مسجدا، رقم الحديث: ٣٢٠، وأخرجه أبوداؤد أيضًا في سننه، عنه-رضي اللّٰه عنه- (كتاب الجنائز، باب في زيارة النساء القبور، رقم الحديث: ٣٢٣٦) وأخرجه النسائي في سننه، عنه -رضي اللّٰه عنه - كتاب الجنائز، التغليظ في اتخاذ السرج على القبور، رقم الحديث: ٢٠٤٥،) وأخرجه ابن ماجه في سننه، عنه -رضي اللّٰه عنه- أوله، (كتاب الجنائز، باب ماجاء في النهي عن زيارة النساء القبور، رقم الحديث: ١٥٧٥)

(۳) عن أبي هريرة -رضي اللّٰه عنه -قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم "من خبّب زوجةَ امرىءٍ أو مَمْلُوكَهُ فليس مِنَّا". (أخرجه الإمام أحمدفي مسنده، مسندأبي هريرة-رضي اللّٰه عنه-: ٤٤٤/٣، رقم الحديث: ٩١٤٦، عالم الكتب بيروت)

(٤) رواه أبوداؤد في سننه عن أبي هريرة -رضي اللّٰه عنه -"قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مَلْعُونٌ مَنَ أتىٰ إمْرَأةً فَي دُبُرِهَا". (رواه الترمذي كتاب النكاح، باب في جامع النكاح، رقم الحديث: ٢١٦٢)

اورارشادفرمایا کہ عورت اپنے خاوند سے خفا ہوکررات کوالگ رہے، صبح تک اس پرفرشتے لعنت کرتے ہیں(۱)۔ اورلعنت فرمائی ہے اس شخص پرجواپنے باپ کوچھوڑکرکسی اورسے نسب ملائے(۲)۔اورفرمایا کہ جوشخص اپنے ''بھائی مسلمان'' کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پرفرشتے لعنت کرتے ہیں(۳)۔اورلعنت فرمائی ہے اس شخص پرجوصحابہ رضی اللہ عنہم کوبراکہے(۴)۔اورلعنت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پرجوزمین میں فساد

---

(۱) رواه البخاري في صحيحه عن أبي هريرة-رضي الله عنه-قال: قال رَسُولُ اللّٰهُ صلى الله عليه وسلم: إِذَادَعَاالرَّجُلُ امْرَأَتِه إِلٰى فِرَاشِه، فأَبَتْ فَبَاتَ غَضبَانَ عَلَيهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلاَئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ". (كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم: آمين والملائكة في السماء، فوافقت إحدهما الأخرى غفرله ماتقدم من ذنبه، رقم الحديث: ۳۲۳۷) وأخرجه مسلم أيضًا في صحيحه، عنه-رضي الله عنه-كتاب النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، رقم الحديث: ۳۵۳۷، وأخرجه أبوداؤدأيضًافي سننه، عنه-رضي الله عنه-كتاب النكاح باب في حق الزوج على المرأة، رقم الحديث: ۲۱٤۱)

(۲) رواه ابن ماجه في سننه عن ابن عباس-رضي الله عنهما-قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم: "مَنِ انْتَسَبَ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أو تَوَلّٰى غير مواليه فعليه لعنة الله والملائكةِ والناسِ أجْمعين". (أبواب الحدود، باب من ادعى إلى غير أبيه أو تولى غير مواليه، رقم الحديث: ۲٦۰۹)

(۳) رواه مسلم في صحيحه عن ابن سيرين: سمعتُ أبا هريرة-رضي الله عنه- يقول: قال أبوالقاسم صلى الله عليه وسلم: "من أَشَارَ إلى أخيه بحديدةٍ؛ فإن الملائكةَ تَلعنُه حتى يدعه، وإن كان أخاه لأبيهِ وأمِّهِ". (كتاب البر والصلة والأدب، باب النهى عن الإشارة بالسلاح إلى مسلم، رقم الحديث: ٦٦٦٦) وأخرجه الترمذى أيضاً في سننه، عنه-رضى الله عنه-(أبواب الفتن، باب ماجاء في إشارة المسلم إلى أخيه المسلم، رقم الحديث: ۲۱٦۲)

(٤) (رواه الترمذي في سننه عن ابن عمر-رضي الله عنهما-قال: قال رسول الله صلى الله=

مچاوے اور قطع رحم کرے (عزیزوں سے تعلق توڑے) اور اللہ تعالی کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے۔(۱)

اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کہ احکام خداوندی کو چھپائے (۲)۔

اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسا (نیک) بیبیوں کو جن کو ان قصوں کی خبر تک نہیں اور ایمان دار ہیں، زنا کی تہمت (جھوٹا الزام) لگائے (۳)۔

اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کافروں کو مسلمان کے مقابلے میں ٹھیک راہ پر بتائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے، اور جو لے، اور جو درمیان میں پڑے (۴)۔

= عليه وسلم : "إذا رأيتم الذين يسبّون أصحابي فقولوا لعنة الله على شركم" . (أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم : باب في من سب أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ، رقم الحديث: ٣٨٦٦)

(١) ﴿ إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ (سورة مائده: ٣٣)

(٢) ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ م بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴾ (سورة بقرة: ١٥٩)

(٣) ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾(٣) (سورة نور: ٢٣)

(٤) رواه أبوداؤد في سننه عن عبدالله بن عمرو-رضي الله عنهما-قال: "لعنَ رسولُ الله=

اور بہت افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے، اگر گناہ میں اور بھی کوئی ضرر نہ ہوتا تو یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا مورد ہو گیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ!

فصل ۱۸: فرشتوں کی دعاؤں سے محروم ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِم وَیُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَحْمَۃً وَعِلْمًا، فَاغْفِرْلِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ﴾(۱)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور عرش کے گرد و پیش ہیں، وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں، ایمان والوں کے لیے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے، ایسے لوگوں کو بخش دیجیے جو آپ کی

= صلى الله عليه وسلم الراشي والمُرتَشِي". (كتاب القضاء، باب في كراهية الرشوة، رقم الحديث: ٣٥٨) وأخرجه الترمذي أيضاً في سننه، عنه-رضي الله عنه-أبواب الأحكام، باب ماجاء في الراشي والمرتشي في الحكم، رقم الحديث: ١٣٣٧) وأخرجه ابن ماجه في سننه، عنه-رضي الله عنه- إلا أنه ذكر: "لعنة الله" مكان لعن رسول الله. (أبواب الأحكام، باب التغليظ في الحيف والرشوة، رقم الحديث: ٢٣١٣) وأخرجه أحمد في مسنده عن ثوبان -رضى الله عنه- وزاد: والراتش، يعنى الذى يمشى بينهما۔(مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند ثوبان -رضي الله عنه-رقم الحديث: ٢٢٧٦٢، ٤٥٧/٧، عالم الكتب، بيروت) وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، عنه -رضي الله عنه-، زاد: والراش -قال: الذي يعمل بينهما۔(شعب الإيمان، باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة، رقم الحديث: ٥٥٠٣، ٣٩٤/٤، دارالكتب العلمية، بيروت)

(۱) سورة مومن: ۷

طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں، اور ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچا لیجیے۔

دیکھیے! اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالی کی بتائی ہوئی راہ چلتے ہیں، جس شخص نے گناہ کرکے وہ راہ(۱) چھوڑ دی اس دولت کا کہاں مستحق رہا۔

فصل ۱۹: خشکی اور تری میں فساد برپا ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں، پانی، ہوا، غلہ، پھل ناقص ہو جاتے ہیں؛ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾(۲)

یعنی ظاہر ہو گیا بگاڑ خشکی اور تری میں، بسبب ان اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں۔

اور امام احمد رحمہ اللہ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے کسی خزانے میں گیہوں (گندم) کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا، یہ ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ "زمانہ عدل" میں پیدا ہوتا تھا۔ اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانے کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے۔

جب حضرت عیسی علیہ السلام کا وقت آئے گا چوں کہ اس وقت طاعت کی کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہو جائے گی، پھر اس کی برکتیں عود (لوٹ) کر آئیں گی، یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ یک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا اور وہ اس کے

---

(۱) یعنی راہ ہدایت چھوڑ دی

(۲) روم: ۴۱

(چھلکے کے) سایہ میں بیٹھ سکیں گے(۱)۔ انگور کا خوشہ (گچھا) اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار (بوجھ) ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ (نتیجہ) ہے۔

فصل۲۰: حیا وغیرت سے محروم ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے حیا وغیرت جاتی رہتی ہے، اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گزرے تھوڑا ہے، اس شخص کا کچھ اعتبار نہیں۔

فصل۲۱: اللہ تعالیٰ کی عظمت کا دل سے نکل جانا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت (بڑائی) اس کے دل سے نکل جاتی ہے، بھلا اگر خداوندی عظمت اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت ہوسکتی؟ جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی، اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی، پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل وخوار ہوجاتا ہے۔

فصل۲۲: نعمتوں کا چھن جانا اور بلاؤں کا ہجوم

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہوجاتی (چھن جاتی) ہیں، اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم ہوتا ہے(۲)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: فرماتے ہیں کہ نہیں نازل ہوئی کوئی بلا، مگر بسبب گناہ کے، اور نہیں دور ہوئی کوئی بلا، مگر بسبب توبہ کے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

(۱) أخرجه الترمذي عن النواس بن سمعان الكِلَابِيّ في حديث طويل، قال: "ثُمَّ يقال للأرض: أَخْرِجِي ثَمرتَكِ ورُدِّي بَرَكَتَكِ فيومئذ تأكلُ العصابةُ الرمانَةَ ويَستَظِلُّوْنَ بِقَحْفِهَا...الخ". (أبواب الفتن، باب ماجاء في فتنة الدجال، رقم الحديث: ۲۲۴۰)

(۲) کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم گناہ کرنے والوں کو بڑے عیش میں دیکھتے ہیں؟ کیوں کہ یہ استدراج (مہلت =

﴿وَمَآ اَصَابَكُمْ مِن مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾(۱)

یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے بسبب آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔

اور ارشاد ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾(۲)

یعنی یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو، یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ زوال نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے۔

فصل ۲۴: القاب مدح وشرف کا سلب ہونا اور القاب مذمت کا مستحق ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے مدح وشرف(۳) کے القاب سلب ہوکر مذمت (۴) اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں، مثلاً: نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے: مومن، بر(۵)، مطیع، منیب(۶)، ولی، ورع(۷)، مصلح، عابد،

= دینا) ہے، اس کا اور بھی زیادہ خطرہ ہے، جیسے: مکتب میں کوئی لڑکا سبق نہ یاد کرتا ہو اور معلّم قداً سزا نہیں دیتا کہ کل کو سبق نہ یاد نکلے اس وقت اکھٹی سزا ہو۔

(۱) شوریٰ: ۳۰

(۲) سورہ: انفال: ۵۳

(۳) تعریف وعزت

(۴) برائی

(۵) نیک

(۶) رجوع کرنے والا

(۷) پرہیزگار

خائف(۵)، اوّاب(٦)، طیب(۷)، رضی(۸)، تائب(۹)، حامد(۱۰)، راکع(۱۱)، ساجد(۱۲)، مسلم(۱۳)، قانت(۱۴)، صادق، صابر، خاشع(۱۵)، متصدق(۱٦)، صائم، عفیف(۱۷)، ذاکر، ونحوذلک۔

جب برا کام کیا تو یہ خطابات ملے: فاجر، فاسق، عاصی(۱۸)، مخالف(۱۹)، مسیء(۲۰)، مفسد(۲۱)، خبیث(۲۲)، مسخوط(۲۳)، زانی، سارق(۲۴)، قاتل، کاذب(۲۵)، خائن(۲٦)، لوطی، قاطع رحم(۲۷)، متکبر، ظالم، جاہل، وغیرذلک۔

فصل ۲۴: شیاطین کا تسلط

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہوجاتے ہیں، کیوں کہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے جس کے سبب اَعدا(دشمن) کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے،

---

(۵) ڈرنے والا (٦) بار بار رجوع کرنے والا
(۷) پاک (۸) پسندیدہ
(۹) توبہ کرنے والا (۱۰) تعریف کرنے والا
(۱۱) رکوع کرنے والا (۱۲) سجدہ کرنے والا
(۱۳) گردن جھکانے والا (۱۴) صالح
(۱۵) عاجزی کرنے والا (۱٦) صدقہ کرنے والا
(۱۷) پاک دامن (۱۸) نافرمان
(۱۹) دشمن (۲۰) خطاکار
(۲۱) فساد کرنے والا (۲۲) ناپاک
(۲۳) غصہ کیا گیا (۲۴) چور
(۲۵) جھوٹ بولنے والا (۲٦) خیانت کرنے والا
(۲۷) عزیزوں سے تعلق توڑنے والا

جب قلعہ سے باہر نکلا دشمنوں نے گھیر لیا، پھر شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب وزبان، دست وپا (ہاتھ و پاؤں) چشم وگوش (آنکھ وکان) سب اعضا کو معاصی میں غرق کردیتے ہیں۔

فصل ۲۵: اطمنان قلب سے محرومی

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے، کچھ پریشان سا ہوجاتا ہے، ہر وقت کھٹکا (ڈر) لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہوجائے، کہیں عزت میں فرق نہ آجائے، کوئی بدلہ نہ لینے لگے، میرے نزدیک معیشت ضنک بمعنی تنگ کے یہی معنی ہیں۔

فصل ۲۶: مرتے وقت کلمہ طیبہ سے محرومی

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے، یہاں تک کہ مرتے وقت کلمہ تک منہ سے نہیں نکلتا، بلکہ جو افعال حالت حیات میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد (واقع ہونا) ہوتے ہیں۔

ایک تاجر اپنے عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ یہ بک رہا تھا کہ یہ کپڑا بڑا نفیس (عمدہ) ہے، یہ خریدار بڑا خوش معاملہ (لین دین میں اچھا) ہے، آخر اسی حالت میں مرگیا۔ کسی سائل کی حکایت ہے: مرتے وقت کہتا تھا: اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اسی میں تمام ہوگیا۔ اسی طرح ایک شخص کو نزع (موت) کے وقت کلمہ پڑھانے لگے، کہنے لگا: آہ آہ! میرے منہ سے نہیں نکلتا۔ اور بہت سے حالات اس وقت کے ان کے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے، خدا جانے اور کیا گزرتی ہوگی؟ خدا کی پناہ!

فصل ۲۷: رحمت الہیہ سے ناامید ہونا

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے رحمت الہیہ سے ناامیدی ہوجاتی ہے، اس

وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے، کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہ "لا إلــه إلا الله" کہہ، اس نے گانا شروع کیا: تا تا تن تنا، اور کہنے لگا: جو کلمہ مجھ سے پڑھواتے ہو اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں، آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہو گیا۔

کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے، بولا: اس کلمہ سے کیا ہوگا؟ میں نے کبھی نماز تک تو پڑھی ہی نہیں، وہ بھی یوں ہی مرا۔ کسی اور شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا' کہنے لگا: میں تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چل دیا۔ ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑ لیتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا[منه]!

رجوع بہ مقصود

یہ چند مضرتیں [نقصانات] دنیوی جو گناہ کرنے سے لاحق ہوتی ہیں، اور علاوہ ان کے بہت سے ضرر ظاہری و باطنی ہیں جو قرآن و حدیث میں غور کرنے سے اور خود دل میں سوچنے سے بہت جلد سمجھ میں آ سکتے ہیں، اور آخرت میں جو مضرتیں ہیں وہ الگ رہیں، جو عنقریب مختصر اً مذکور ہوں گی۔ (ان شاء اللہ) عاقل ہرگز پسند نہیں کر سکتا کہ ذرا سی اِشتہائے کاذب [جھوٹی خواہش] کے لئے اِتنا پہاڑ مصائب اور کلفتوں [تکلیفوں] کا اپنے سر پر لے۔ روزانہ معاملات میں جس چیز میں مفاسد اور مضرتیں غالب ہوتی ہیں آدمی اس کے پاس نہیں پھٹکتا، یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ آمین! ثم آمین!
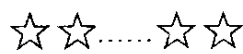
باب دوم

اس بیان میں کہ طاعت وعبادت واعمال صالحہ سے دنیا کا کیا نفع ہے

اعمال صالحہ کے دنیوی فوائد

علاوہ ان منافع کے جو ضمناً یا التزاماً اوپر مذکور ومفہوم ہو چکے، اس چند فصلیں ہیں:

فصل ۱: رزق میں بڑھوتری

اس بیان میں کے طاعت سے رزق بڑھتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ﴾(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اگر وہ لوگ قائم رکھتے تورات اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو نازل کی گئی ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے یعنی قرآن (مراد یہ ہے کہ ان پر پورا پورا عمل رکھتے، تورات وانجیل پر عمل کرنا یہی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حسب عہد (وعدہ) تورات وانجیل کے ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے، اگر ایسا کرتے) تو البتہ کھاتے وہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے۔ (اوپر سے کھانا یہ ہے کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلہ اگتا)۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ احکامِ الٰہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

فصل ۲: برکتوں کا نزول

اس بیان میں کہ طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

---

(۱) مائدہ: ٦٦

﴿وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾(۱)

یعنی وہ لوگ اگر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے، البتہ کھول دیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے، لیکن انہوں نے تو جھٹلایا، پس پکڑ لیا ہم نے ان کو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے۔ یہ آیت مدعائے مذکور میں بالکل صریح الدلالت ہے۔

فصل ۳: تکالیف و پریشانیوں سے نجات

اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے ہر قسم کی تکلیف و پریشانی دور ہوتی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَمَن يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ط وَمَن يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے، کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کی راہ یعنی ہر قسم کی دشواری وتنگی سے ان کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا، اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر، وہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بہ برکت تقویٰ ہر قسم کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

فصل ۴: حصول مقاصد میں آسانی

اس بیان میں کہ طاعت سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمَن يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا﴾ (۳)

---

(۱) اعراف: ۹۶

(۲) طلاق: ۲، ۳

(۳) طلاق: ۴

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص ڈرتا ہے اللہ سے، کردیتے ہیں اس کے کام میں آسانی۔ مطلب مذکور پر صاف دلالت موجود ہے۔

فصل ۵: پاکیزہ زندگی

اس بیان میں کہ طاعت سے زندگی مزے دار ہوجاتی ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَکَرٍ أَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً﴾(۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: جو شخص عمل کرتا ہے نیک، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ ایمان والا ہو، پس البتہ زندگانی دیں گے ہم ان کو زندگی ستھری یعنی بالطف ولذت۔

فی الواقع کھلی آنکھوں سے یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا سا لطف وراحت بادشاہوں کو بھی میسّر نہیں۔

فصل ۶: بارش کا ہونا اور مال واولاد میں اضافہ

اس بیان میں کہ طاعت سے بارش ہوتی ہے، مال بڑھتا ہے، اولاد ہوتی ہے، باغ پھلتا ہے، نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے۔

کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا ۝ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِدْرَارًا ۝ وَیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا ۝﴾(۲)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم اپنے پروردگا سے گناہ بخشواؤ، بے شک وہ بڑے بخشنے والے ہیں، بھیجیں گے بارش تم پر بہتی ہوئی، اور زیادہ کریں گے تمہارے اموال واولاد،

(۱) نحل: ۹۷

(۲) نوح: ۱۰-۱۲

اور مقرر کریں گے تمہارے لیے باغ، اور مقرر کریں گے تمہارے لیے نہریں۔

فصل ۷: برکات کا نزول اور بلاؤں سے حفاظت

اس بیان میں کہ ایمان لانے سے خیر اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾(۱)

فرمایا اللہ تعالی نے: تحقیق اللہ تعالی دفع کردیتے ہیں (یعنی تمام آفات وشرور (مصیبتوں اور برائیوں) کو) ان لوگوں سے جو ایمان لائے۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا ان کے لیے حامی ومددگار ہونا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾(۲)

فرمایا اللہ تعالی نے: اللہ تعالی مددگار ہیں ایمان والوں کے۔

فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں کو قوی رکھو۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾(۳) فرمایا اللہ تعالی نے: اس وقت کو یاد کرو جب کہ حکم فرماتے تھے تمہارے پروردگار فرشتوں کو کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں، تم ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔

فصل ۸: عزت وبلندی کا ملنا

سچی عزت عنایت ہونا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾(۴)

---

(۱) حج: ۳۸

(۲) بقرہ: ۲۵۷

(۳) انفال: ۱۲

(۴) منافقون: ۸

فرمایا اللہ تعالی نے: اور اللہ تعالی کے لیے ہی عزت، اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، اور ایمان والوں کے لیے۔

مراتب بلند ہونا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ﴾(۱)

یعنی اللہ تعالی مراتب بلند کریں گے ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے۔

دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾(۲)

فرمایا اللہ تعالی نے: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے، بہت جلد پیدا کر دیں گے اللہ تعالی ان کی محبت۔

ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالی جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں، اول فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص سے محبت کرو، پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے: فَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ(۳). یعنی مقرر کی جاتی ہے اس کے لیے قبولیت دنیا میں۔

---

(۱) مجادلہ: ۱۱

(۲) مریم: ۹۶

(۳) أخرجه الشيخان في صحيحهما عن أبي هريرة -رضي الله عنه- واللفظ للبخاري، عن النبي صلى الله عليه وسلم: قال: "إذا أحبَّ اللّٰهُ العبدَ نادى جبريلَ: إنَّ اللّٰه يُحِبُّ فلانًا فأحِبَّه، فيُحِبُّه جبريلُ، فينادي جبريلُ في أهل السماءِ: إنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فلانًا فأحِبُّوه، فيُحِبُّه أهلُ السماءِ، ثمَّ يُوضَعُ له القَبُولُ فِي الأرضِ". (صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة، صلوات الله عليهم، رقم الحديث: ۳۰۲۹) (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والأدب، باب إذا أحب الله عبداً أمر جبرئيل فأحبه وأحبه أهل السماء،=

اس کی قبولیت کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات و جمادات تک اس شخص کی اطاعت کرنے لگتے ہیں۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

تو خدا کے حکم سے گردن مت پھیر، تیرے حکم سے کوئی گردن نہ پھیرے گا۔

قرآن مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ﴾(۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: کہہ دیجیے کہ وہ قرآن ایمان والوں کے لیے ہدایت وشفا ہے۔

اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں، نصوصِ فضائل ایمان میں تتبع کرنے سے اس دعوے کی تصدیق ہوسکتی ہے۔

فصل ۹: مالی نقصان کا تدارک

اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے مالی نقصان کا تدارک ہوجاتا ہے اور نعم البدل (اچھا بدلہ) مل جاتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِيْ اَيْدِيْكُمْ مِنَ الْاَسْرٰى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾(۲)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجیے ان قیدیوں سے جو آپ کے قبضہ میں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان معلوم کریں گے، تو جو مال تم سے

= ثم يوضع له القبول في الارض، رقم الحديث: ٦٧٠٥)

(۱) حم السجدة: ٤٤

(۲) انفال: ٧٠

لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کر دیں گے، اور تمہارے گناہ بھی بخش دیں گے، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے بڑے مہربان ہیں۔

فائدہ: یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اتری، جن سے بطور فدیہ کے کچھ مال لیا گیا تھا، ان سے وعدہ ٹھرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائے گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فصل ۱۰: شکر کرنے پر نعمت میں اضافہ

اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے روز بروز نعمتوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾(۱)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اگر تم شکر کرو گے البتہ زیادہ دوں گا تم کو۔

فصل ۱۱: خیرات کرنے سے مال میں برکت

اس بیان میں کہ طاعت میں خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَمَا اٰتَيْتُمْ مِنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾(۲)

فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور جو کچھ تم زکوۃ دیتے ہو جس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہو پس یہ لوگ دونا کرنے والے ہیں۔ یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں۔

فصل ۱۲: اطمینان قلب کا حصول

اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت واطمینان پیدا ہوجاتا ہے، جس کی لذت کے روبرو (سامنے) ہفت اقلیم (ساتوں براعظم) کی سلطنت

(۱) ابراھیم: ۷

(۲) روم: ۳۹

گرد ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾(١)

فرمایااللہ تعالی نے: آ گاہ ہوجاؤاللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل۔

قال العارف الشیر ازی رحمہ اللہ:

بہ فراغ دل زمانے نظر بماہروے بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے ہوئے

خالی دل کے ساتھ کسی حسین چہرہ کوایک وقت ایک بار دیکھ لینا شاہی چھتر اور تمام دن کے شور مچانے سے بہتر ہے۔

ایک اور بزرگ سنجر نے بادشاہ ملک نیمروز کوایک خط کے جواب میں لکھا تھا:

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم

زانگہ کہ یافتم خبراز ملک نیم شب من ملک نیمروز بیک جونمی خرم

شاہ سنجر کے چھتر کی طرح میرے بخت کا چہرہ بھی سیاہ ہوجائے، اگر میرے دل میں ملک سنجر کی خواہش ہو، جس وقت سے ملک نیم شب کی مجھے خبر ملی تو میں نے ارادہ کرلیا کہ میں ایک جو کے عوض میں ملک نیمروز کونہیں خریدوں گا۔

ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم ہیں، تب تو وہ بڑے مزے دار عیش میں ہیں۔ دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ افسوس! یہ غریب دنیادار، دنیا سے رخصت ہوگئے، نہ انہوں نے عیش دیکھا نہ مزہ۔ تیسرے صاحب فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ ہماری لذت سے واقف ہوجائیں تو مارے رشک کے ہم پر تیغ زنی کرنے (تلوار چلانے) لگیں۔

کبھی یہاں تک اس لذت کا مزہ ہوجاتا ہے کہ اس کو جنت پر ترجیح دیتے ہیں،

---

(۳) رعد: ۲۸

بلکہ لذت قرب کے رہتے ہوئے دوزخ میں جانے پر راضی ہو جاتے ہیں، اور جو یہ لذت نہیں تو جنت کو ہیچ (کم) قرار دیتے ہیں؛ قال العارف الرومی رحمہ اللہ:

ہرکجا دل بربود خرم نشیں — فوق گردون است نے قعر زمیں

ہرکجا یوسف رخے باشد چو ماہ — جنت است آں گرچہ باشد قعر چاہ

باتو دوزخ جنت ست اے جاں فزا — بے تو جنت دوزخ است اے دل ربا

جس جگہ محبوب تشریف فرما ہوں عاشق کے نزدیک وہ جگہ آسمان سے بھی اونچی ہے، زمیں کا گڑھا نہیں۔ جس جگہ کوئی چہرہ یوسفی چاند کی طرح روشن ہو وہ جگہ جنت ہے، گرچہ وہ کنواں کی گہرائی کیوں نہ ہو۔ اے محبوب! تیری معیت میں دوزخ بھی جنت کی طرح ہے، اور تیرے بغیر جنت بھی دوزخ کی طرح ہے۔

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ لذت کس غضب کی ہوگی!

فصل ۱۳: والدین کی نیکی سے اولاد کو نفع پہنچنا

اس بیان میں کہ طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد کو نفع پہنچتا ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی قِصَّۃِ خِضَر علیہ السلام: ﴿وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلَامَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَۃِ وَکَانَ تَحْتَہٗ کَنْزٌ لَّھُمَا وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَا اَشُدَّھُمَا وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَھُمَا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ﴾(۱)

یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو وہ دیوار بلا اُجرت درست کر دی وہ یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے ہیں، اور اس دیوار کے نیچے ان کا خزانہ گڑا (دفن) ہے، اور ان کا باپ بزرگ آدمی تھا، پس خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ یہ دونوں اپنی جوانی پر پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں، یہ بوجہ مہربانی کے ہے تمہارے

(۱) کہف: ۸۲

پروردگار کی طرف سے۔ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا، سبحان اللہ! نیکوکاری کے آثار نسل میں چلتے ہیں، آج کل لوگ اولاد کے لیے طرح طرح کے سامان، جائیداد، روپیہ وغیرہ وغیرہ چھوڑ جانے کی فکر کرتے ہیں، سب سے زیادہ کام کی جائیداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اس کی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ رہے۔

فصل ۱۴: قبل از موت بشارتوں کا ملنا

اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ o اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ o لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾(۱)

فرمایا اللہ تعالی نے: آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالی کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے، نہ وہ مغموم (پریشان) ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالی سے ڈرتے تھے، ان کے لیے خوشخبری ہے زندگانی دنیا میں اور آخرت میں۔

حدیث شریف میں اس کی تفسیر وارد ہوئی ہے کہ بشری سے مراد اچھا خواب ہے جس سے دل خوش ہو جاوے، (۲) مثلاً: خواب میں دیکھا کہ بہشت (جنت) میں چلا گیا، یا اللہ تعالی کی زیارت سے مشرف ہوا، یا اس طرح کا اور خواب دیکھ لیا جس سے امید کو قوت

---

(۱) یونس: ٦٢-٦٤

(۲) قال الإمام القرطبي في تفسيرهذه الآية: عن أبي الدرداء—رضي الله عنه—قال: سألت رسول الله— صلى الله عليه وسلم —عنها، فقال: "ماسألنى أحدعنهاغيرك منذأنزلت، هي الرؤيا الصالحة، يراها المسلم أوترى له" ـخرّجه القرطبي في جامعه۔(الجامع لأحكام القرآن، سورة يونس، الآية: ٦٣، : ٨/٢٥٧، دارإحياء التراث العربي، بيروت)

اورقلب کوفرحت (خوشی) ہوگئی۔

فصل ۱۵: مرتے وقت فرشتوں کی طرف سے خوشخبری

اس بیان میں کہ طاعت سے فرشتے مرتے وقت خوشخبری سناتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ٥ نَحْنُ اَوْلِيَاۗؤُكُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَاتَشْتَهِیْ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَاتَدَّعُوْنَ ٥ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ٥﴾(۱)

یعنی: جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالی ہیں، پھر وہ مستقیم (درست) رہے، اترتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے (یعنی وقت مرنے کے، جیسا کہ مفسرین نے فرمایا) کہ تم نہ خوف کرو، نہ غم کرو، اور بشارت سنو بہشت کی جس کا تم دعدہ کیے جاتے تھے، ہم تمہارے حامی ومددگار ہیں زندگانی دنیا میں اور آخرت میں، اور بہشت میں وہ چیزیں ہیں جوخواہش کریں گے تمہارے نفس، اور تمہارے لیے اس میں وہ چیزیں ہیں جوتم مانگو گے، بطور مہمانی کے، بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

دیکھیے! اس آیت میں حسب تفسیر محققین مذکور ہے کہ مرتے وقت فرشتے کیا کیا خوشی کی باتیں سناتے ہیں۔

فصل ۱۶: حاجت روائی میں مدد

اس بیان میں کہ بعض طاعات سے حاجت روائی میں مدد ملتی ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾(۲)

---

(۱) حم السجدة: ۳۰-۳۲

(۲) سورۃ بقرۃ: ۴۵

فرمایا اللہ تعالی نے: مدد چاہو یعنی اپنے حوائج میں (کما قاله المفسرون) صبر اور نماز سے۔

حدیث شریف میں اس استعانت (مدد طلب کرنے) کا ایک خاص طریق وارد ہوا ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالی سے یا آدمی سے، اس کو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالی کی ثنا کہے مثلا: سورہ فاتحہ پڑھ لے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے، پھر یہ دعا پڑھے:

”لَاالٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰـهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، والسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، لَاتَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضىً إِلَّا قَضَيْتَهَا يَاارْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ“(١).

فصل ۱۷: تردّد کا دور ہونا / استخارہ کا طریقہ

اس بیان میں کہ بعض طاعات کا یہ اثر ہے کہ کسی معاملے میں یہ تردّد [اُلجھن] کہ کیوں کر کرنا بہتر ہوگا، رفع ہو جاتا ہے، اور اسی جانب رائے قائم ہو جاتی ہے جس میں سراسر خیر ہو، احتمالِ ضرر بالکل نہیں رہتا، گویا اللہ تعالی سے مشورہ مل جاتا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ

---

(١) (أخرجه الترمذي في جامعه، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلوة الحاجة، رقم الحديث: ٤٧٩)

صلی اللہ علیہ وسلم نے: جب تم کوکسی کام میں تردد ہو یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہوگا، مثلاً: کسی سفر کی نسبت تردد ہو کہ اس میں نفع ہوگا یا نقصان؟ اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو، تو دو رکعت پڑھ کر یہ دعا پڑھو:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُوَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَاأَعْلَمُ، وأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اَنْ كُنْتَ تَعْلَمُ إِنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِيْ فِيْ دِیْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ''(۱)

اور ایک روایت میں بجائے ''فِيْ دِیْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ'' کے یہ الفاظ ہیں: ''عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِه''(۲)

فَاقْدِرْهُ لِيْ، وَیَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِیْهِ، وإِنْ كُنْتَ تَعْلَم أَنَّ هَذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِيْ فِيْ دِیْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ۔'' یہاں بھی وہی دوسری روایت ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔

فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِيَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ۔'' (۳) اپنے کام کا نام بھی لے (یا فقط دل میں سوچ لے یعنی بجائے ''هذا الأمر'')

(۱) یہ حدیث مشکوۃ شریف سے نقل کی گئی ہے

(۲) پڑھنے والے کو اختیار ہے جو لفظ چاہے پڑھے۔

(۳) (أخرجه البخاري في صحیحه عن جابر -عبد الله رضي الله عنه، کتاب التهجد، باب ماجاء في التطوع مثنی مثنی، رقم الحدیث: ۱۱۲٦) والترمذي أیضا في سننه، عنه -رضي الله عنه - (أبواب الوتر، باب ماجاء في صلوة الاستخارة، رقم الحدیث: ۱۳۸۳) (مشكوة المصابیح، کتاب الصلوة، باب التطوع، الفصل الأول، رقم الحدیث: ۱۳۲۳، ۲٥۷/۱' دار الکتب العلمیة، بیروت)

کے کہے، مثلاً: هَذَا السَفرَ، یا هَذَا النِّكَاحَ یا مثل اس کے۔

فصل ۱۸: تمام مہمات میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری

بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے تمام مہمات (مشکلات) کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرما لیتے ہیں، ترمذی رحمہ اللہ نے ابوالدرداء وابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حکایت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم میرے لیے شروع دن میں چار رکعت پڑھ لیا کر میں ختم دن تک تیرے سارے کام بنا دیا کروں گا (۱)۔

فصل ۱۹: مال میں برکت

بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے، حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: اگر سچ بولیں بائع ومشتری اور ظاہر کر دیں اپنے مال کی حالت، برکت ہوتی ہے دونوں کے لیے ان کے معاملے میں، اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں، محو ہو جاتی ہے برکت دونوں کے معاملہ کی روایت کیا اس کو بخاری ومسلم رحمہما اللہ نے (۲)۔

---

(۱) أخرجه الترمذي في سننه عن أبي الدرداء أو أبي ذر -رضي الله عنهما- عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: عن الله تبارك وتعالى أنه قال: "ابن آدم اركع لي أربع ركعات من أول النهار أكفك آخره". (أبواب الوتر، باب ماجاء في صلوة الضحى، رقم الحديث: ٤٧٥)

(۲) أخرجه الشيخان في صحيحيهما والترمذي في سننه، واللفظ للبخاري عن حكيم بن حزام -رضي الله عنه-: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "البيعان بالخيار حتى يتفرقا، قال همام وجدت في كتابي: يختار ثلاث مرار، فإن صدقا وبيّنا بورك لهما في بيعهما، وإن كذبا وكتما، فعسى أن يربحا ربحًا ويمحقا بركة بيعهما". (كتاب البيوع، باب إذا كان البائع بالخيار، هل يجوز البيع، رقم الحدث: ٢١١٤، وفي باب: إذا بيّن =

فصل ۲۰: سلطنت کا باقی رہنا

دین داری سے بادشاہی باقی رہتی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ امر خلافت وسلطنت ہمیشہ قریش میں رہے گا، جو شخص ان کی مخالفت کرے گا اللہ تعالی اس کو منہ کے بل گرادے گا، جب تک کہ وہ لوگ دین کو قائم رکھیں (۱)۔

فصل ۲۱: غضب الٰہی اور سوء خاتمہ سے حفاظت

بعض طاعات مالیہ سے اللہ تعالی کا غصہ بجھتا ہے اور بری حالت پر موت نہیں آتی، ترمذی رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ بجھاتا ہے پروردگار کے غصہ کو اور دفع کرتا ہے بری موت کو (۲)۔

یعنی جس میں خواری (رسوائی) وفضیحتی (ذلت) ہو یا خاتمہ برا ہو۔ نعوذ باللہ!

فصل ۲۲: عمر میں برکت

دعا سے بلا ٹلتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر بڑھتی ہے، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

= البیّعان ولم یکتماو نصحا۔رقم الحدیث: ۲۰۷۹) (صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب الصدق في البیع والبیعان، رقم الحدیث: ۳۸۵۸) (جامع الترمذي، أبواب البیوع، باب ماجاء: البیّعان بالخیار ما لم یتفرقا، رقم الحدیث: ۱۲٤٦)

(۱) رواه الإمام البخاري في صحیحه عن معاویة -رضي اللّٰه عنه- قال: فإني سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول: "إن هذا الأمر في قریش، لایعادیهم أحد إلا کبّه اللّٰه علی وجهه ما أقامواالدین" . (کتاب المناقب، باب مناقب قریش، رقم الحدیث: ۳۵۰۰)

(۲) أخرجه الترمذي في سننه عن أنس بن مالك -رضي اللّٰه عنه- قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: "إنّ الصدقة لتطفیء غضب الرب وتدفع میتة السوء" . (أبوا ب الزکوة، باب ماجاء في فضل الصدقة، رقم الحدیث: ٦٦٤)

سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: نہیں ہٹاتی قضا (تقدیر) مگر دعا (۱) اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی۔ روایت کیا اس کو ترمذی رحمہ اللہ نے (۲)۔

فصل ۲۳: تمام حاجتوں کا پورا ہونا

سورہ یٰسین پڑھنے سے تمام کام بن جاتے ہیں، عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سورہ یٰسین پڑھے شروع دن میں، پوری کی جائیں گی اس کی تمام حاجتیں۔ روایت کیا اس کو دارمی رحمہ اللہ نے (۳)۔

فصل ۲۴: فقر و فاقہ سے حفاظت

سورہ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص کہ سورہ واقعہ پڑھا کرے ہر شب میں، نہ پہنچے گا اس کو فاقہ کبھی۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں (۴)۔

---

(۱) اس حدیث سے تقدیر کا انکار لازم نہیں آیا، یہ اثر بھی تقدیر سے ہے۔

(۲) أخرجه الترمذي في سننه عن سلمان -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لايرد القضاء إلا الدعاء، ولا يزيد في العمر إلا البر". (أبواب القدر، باب ماجاء لايرد القدر إلا الدعاء، رقم الحديث: ٢١٣٩)

(۳) رواه الدارمي في سننه مرسلاً عن عطاء بن أبي رباح قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من قرأ يس في صدر النهار قضيت حوائجه". : (كتاب فضائل القرآن، باب في فضائل يس، رقم الحديث: ٣٤١٨، ٢/٥٤٩، قديمى كتب خانه كراچى)

(٤) رواه البيهقي في شعب الإيمان عن ابن مسعود -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من قرأ سورة الواقعة في كل ليلة لم يصبه فاقة أبدا" وفي رواية: "لم تصبه فاقة أبداً". (باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور والآيات، رقم =

فصل ۲۵: تھوڑے کھانے میں برکت

ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں آسودگی ہوجاتی ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا بہت کھایا کرتا تھا، پھر وہ مسلمان ہوگیا تو تھوڑا کھانے لگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں کھاتا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری رحمہ اللہ نے (۱)۔

فصل ۲۶: بیماری سے حفاظت

بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ بیماری لگنے یا اور بلا پہنچنے کا خوف نہیں رہتا، حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص کسی مبتلائے غم یا مرض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ، وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا (۲).

= الحديث: ۲٤۹۹، ۲۵۰۰)، ۲/ ٤۹۲، دار الكتب العلمية، بيروت)

(۱) رواه البخاري في صحيحه عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أنّ رجلا كان يأكل أكلًا كثيراً، 'فأسلم فكان يأكل أكلًا قليلاً'، فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: "إن المؤمن يأكل في معى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء". (كتاب الأطعمة، باب، المؤمن يأكل في معى واحد، رقم الحديث: ۵۳۹۷) وأخرجه ابن ماجه في سننه، عنه-رضي الله عنه- دون قصة الرجل-(أبواب الأطعمة، باب المؤمن يأكل في معى واحد، والكافر يأكل في سبعة أمعاء' رقم الحديث: ۳۲۵٦)

(۲) رواه الترمذي في سننه عن عمر وأبي هريرة -رضي الله عنهما-، واللفظ لرواية عمر -رضي الله عنه- أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من رأى صاحبَ بلاءٍ فقال: =

سو وہ ہرگز اس شخص کو نہ پہنچے گی خواہ کچھ ہی ہو، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔(۱)

فصل ۲۷: افکار کا زائل ہو جانا

بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ فکریں زائل ہو جاتی ہیں، قرض ادا ہو جاتا ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو بہت سے افکار اور قرض نے گھیر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھ کو ایسا کام بتا دوں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری ساری فکریں دور کر دے، اور تیرا قرض بھی ادا کر دے، اس شخص نے عرض کیا بہت خوب! فرمایا: صبح و شام یہ کہا کر: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزَنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وأَعُوْذَ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وأَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ".(۲)

= الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على كثير ممن خلق تفضيلا، إلا عوفي من ذلك البلاء كائناً ماكان ماعاش".

(۱) (أبواب الدعوات، باب ماجاء إذا رأى بمتلىً، رقم الحديث: ۳۴۳۱، ۳۴۳۲) وأخرجه ابن ماجة في سننه عن ابن عمر، -رضي الله عنه-(أبواب الدعاء، باب مايدعوا به الرجل إذا نظر إلى أهل البلاء، رقم الحديث: ۳۸۹۲)

(۲) رواه أبوداؤد في سننه عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- قال: دخلَ رسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم ذاتَ يومٍ المسجدَ، فإذا هو برجلٍ من الأنصار يقال له: أبو أُمامةَ، فقال: "ياأبا أمامة، مالي أراك جالساً في المسجدِ في غيرِ وقتِ الصلوةِ"؟ قال: هُمومٌ لَزِمَتْنِي وديونٌ يا رسولَ اللّه! قال: "أفلا أُعَلِّمُكَ كلاماً إذا قُلتَه أذهبَ اللّه همَّكَ وقضى عنك دينَكَ"، قال: قلت: بلى يارسولَ اللّه، قال: "قل: إذا أصبحتَ وإذا أمسيتَ: أللّهم إني أعوذُ بكَ من الهَمِّ والحُزْنِ، وأعوذُبكَ من غلبةِ الديْنِ وقَهْرِ الرِّجالِ، قال: ففعلتُ ذلك، فأذهبَ اللّهُ همّي وقضى عني دَيْنِي". (كتاب الوتر، باب في الاستعاذة، رقم الحديث: ۱۵۵۵)

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہی کیا، سو میرے سارے غم وفکریں بھی جاتے رہے اور قرض بھی ادا ہو گیا۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے (۱)۔

فصل ۲۸: سحر و جادو سے حفاظت

بعض دعا ایسی ہے کہ سحر وغیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے، حضرت کعب الأحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند کلمات کہ اگر میں نہ کہتا رہتا تو یہود مجھ کو گدھا بنا دیتے، کسی نے پوچھا: وہ کلمات کیا ہیں؟ انہوں نے یہ بتلائے:

اَعُوْذُ بِوَجْهِ الْعَظِيْمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ، وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَايُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّوَلَا فَاجِرٌ، وَبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَاعَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ وَبَرَاَ وَذَرَاَ۔ روایت کیا اس کو مالک رحمہ اللہ نے (۲)۔

اسی طرح طاعات میں اور بے شمار فوائد ومنافع ہیں، جو قرآن شریف وحدیث شریف میں اور روزانہ معاملات میں غور کرنے سے سمجھ میں آسکتے ہیں، اور ہم کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہیں ان کی زندگی ایسی حلاوت ولطف سے بسر ہوتی ہے کہ اس کی نظیر امراء (مالداروں) میں نہیں ملتی، ان کے قلیل میں برکت ہوتی ہے، ان کے دلوں میں نورانیت ہوتی ہے جو اصلی مایۂ سرور ہے۔ یاالٰہی! سب کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائیے اور اپنی رضا مندی وقرب نصیب فرمائیے۔

---

(۱) (حواله سابق)

(۲) (رواه الإمام مالك في الموطا عن القعقاع بن حكيم، أن كعب الأحبار قال: "لولا كلمات أقولهن لجعلتني يهود حماراً، فقيل له: وما هن؟ فقال: ـــالخ". (كتاب السحر، باب مايؤمر به من التعوذ، رقم الحديث: ١٢: ٢/١٥٩، دار احياء التراث العربي، بيروت)

باب سوم

اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلّق ہے

جاننا چاہئے کہ کتاب وسنت اور کشف (۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس عالَم دنیا کے دو عالَم اور بھی ہیں، ایک کو برزخ [مرنے کے بعد قیامت تک کا زمانہ] اور دوسرے کو عالَم غیب کہتے ہیں، اور ہماری مراد آخرت سے مفہوم عام ہے، دونوں کو شامل ہے، تو جس وقت آدمی کوئی عمل کرتا ہے وہ فوراً عالَم برزخ میں منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے، اور اس وجود پر کچھ آثار بھی مرتب ہوتے ہیں، اس عالم کا نام قبر بھی ہے، پھر انہیں اعمال کا ایک وقت میں کامل ظہور ہوگا جس کو یوم حشر ونشر کہتے ہیں۔

اعمال کے مراتب وجودی

سو ہر عمل کے مراتب وجودی تین ہوئے: صدور، ظہورِ مثالی، ظہورِ حقیقی۔

اس مضمون کو فوٹوفون سے سمجھنا چاہیے، جب کوئی آدمی بات کرتا ہے اس کے تین مرتبے ہوتے ہیں: ایک مرتبہ یہ کہ وہ بات منہ سے نکلی، دوسرا مرتبہ یہ کہ فوراً فوٹوفون میں وہ الفاظ بند ہوگئے، تیسرا مرتبہ یہ کہ جب اس سے آواز نکالنا چاہیں وہی آواز بعینہ پیدا ہو جائے، سو منہ سے نکلنا عالم دنیا کی مثال ہے، اس میں بند ہونا عالم برزخ کی، پھر اس سے نکلنا عالم غیب کی، سو جیسا کوئی عاقل شک نہیں کرتا کہ الفاظ منہ سے نکلتے ہی فوٹوفون میں بند ہو جاتے ہیں، اور اس میں شک نہیں کرتا کہ نکالنے کے وقت وہی بات نکلے گی جو اول منہ سے نکلی تھی اس کے خلاف نہ نکلے گی۔ اسی طرح مؤمن کو اس میں شک نہ کرنا چاہیے کہ جس

---

(۱) الہام والقاء، اصطلاح تصوّف میں وہ قلبی کیفیت جس کے ذریعے پوشیدہ اُمور کا علم ہو جاتا ہے۔

وقت کوئی عمل اس سے صادر ہوتا ہے فوراً وہ عالم مثال میں منقش ہوتا ہے اور آخرت میں اس کا ظہور ہوگا، اس بنا پر یقین ہوگیا کہ آخرت کا سلسلہ بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہے کوئی وجہ مجبوری کی نہیں، (۱) سو جیسے فوٹوفون کے قرب ومحاذات کے وقت ایک ایک بات کا خیال رہتا ہے کہ میرے منہ سے کیا نکل رہا ہے، کوئی ایسی بات نہ نکل جاوے جس کا اظہار اس شخص کے رُوبہ رُو[آمنے سامنے] پسند نہیں کرتا جس کے سامنے یہ فوٹوفون بعد میں کھولا جائے گا، اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس وقت مجالِ انکار نہ ہوگا؛ کیوں کہ اس آلہ کا یہ یقینی خاصہ [خاص وصف] ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کہا کچھ اور بند ہوگیا اور کچھ۔ اسی طرح صدورِ اعمال کے وقت اس امر کا خیال رہنا چاہیے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں کہیں جمع ہوتا ہے اور بلا کمی وبیشی کے ایک روز کھل پڑے گا، اور اس وقت کوئی عذر، حیلہ احتمال کمی وبیشی کا نہ چل سکے گا اور اگر یہ خیال غالب ہوجائے، تو گناہ کرنے سے ایسا اندیشہ [خوف] ہو جیسا فوٹوفون کے رُوبہ رُو گالیاں دینے سے جب کہ یقین ہو کہ بادشاہ کے رُوبہ رُو کھولا جائے گا، اور میں اس وقت حاضر ہوں گا۔

یا دوسری موٹی مثال سمجھیے: درخت پیدا ہونے میں تین مرتبے ہیں: اول تخم [بیج] ڈالنا، دوسرے اس کا زمین سے نکلنا، تیسرے بڑا ہو کر پھل پھول لگنا، سو عاقل سمجھتا ہے کہ

---

(۱) اور یہ شبہ نہ ہو کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی جنت ایک بالشت رہ جاتی ہے پھر تقدیر غالب آتی ہے اور یہ شخص دوزخی ہوجاتا ہے، اِسی طرح دوزخی سے جنتی، اس سے تو صاف مجبوری معلوم ہوتی ہے؟ جواب یوں سمجھو کہ یہ غلبہ تقدیر کا تمام امور اختیاریہ میں واقع ہوا کرتا ہے، بعض اوقات خوب علاج کرتے ہیں اور غلبہ تقدیر سے مریض مرجاتا ہے، مگر پھر بھی صحت کو علاج پر مرتب سمجھ کر چھوڑ نہیں دیتے۔ اصل یہ ہے کہ اعتبار اکثری معاملات کا ہوتا ہے، اتفاقِ شاذّہ پر حکم نہیں لگایا جاتا، سو یہ صورت اتفاقی ہے ورنہ اکثر جنتی سے جنت کے اعمال، دوزخی سے دوزخ کے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی﴾ (لیل: ۵)

درخت کا نکلنا اور اس میں پھل پھول آنا ابتدائی کارخانہ نہیں، بلکہ اسی تخم پاشی [بیج بونے] پرمبنی ہے، اسی طرح دنیا میں عمل کرنا بمنزلہ تخم پاشی کے ہے اور آثار برزخی کا ظاہر ہونا بمنزلہ درخت نکلنے کے ہے، آثار آخرت کا ظاہر ہونا اس میں پھل پھول لگنا ہے، ثمرات برزخ وآخرت بالکل انھیں اعمال اختیاریہ پرمبنی ٹھہرے، جیسا کہ جَو [ایک قسم کا اناج] بو کر کبھی توقع نہیں ہوتی کہ گیہوں پیدا ہوگا، اسی طرح اعمال بد کر کے کیوں توقع ہوتی ہے کہ ثمرات نیک شاید ہم کو مل جائیں؟ اسی مقام سے یہ مضمون سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ "اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ" (۱)

ایک بزرگ کا قول ہے:

گندم از گندم بروید جو ز جو　　　از مکافات عمل غافل مشو

گندم سے گندم اور جو سے جو برآمد ہوتا ہے، لہٰذا پاداش عمل سے غافل نہ ہو۔

اور جس طرح تخم جو اور درختِ جَو میں مماثلت نہیں ہوتی، مگر معنوی مماثلت یقینی ہے، جس کو اہل نظر سمجھتے ہیں، اسی طرح اعمال اور جزا میں خفی مناسبت ہے، جس کے سمجھنے کے لیے بصیرت کی ضرورت ہے، باقی جس طرح درختِ جَو کے پہچاننے والوں کا قول قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے اور ان سے اس حکم میں منازعت نہیں کی جاتی، خواہ مناسبت سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اسی طرح ثمرات اعمال کو پہچان کر بتلانے والوں کا [یعنی انبیاء علیہم السلام واولیاء رحمہم اللہ کا] ارشاد واجب القبول ہے، خواہ مناسبت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔

---

(۱) قال السخاوي: لم أقف عليه مع إيراد الغزالي له في "الإحياء" قلت: (الملا علي القاري): معناه صحيح يقتبس من قوله تعالىٰ [من كان يريد حرث الآخرة نزدله في حرثه]". (الموضوعات الكبري لملا علي القاري: ۱/ ۲۰۶، رقم: ۲۰۵، المكتبة الإسلامي بيروت)

موت کے بعد اعمال کے ثمرات

اب ہم بعض اعمال کے ثمرات جو موت کے بعد پیش آئیں گے، خواہ برزخ میں یا آخرت میں، ذکر کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کارخانہ بعد الموت ابتدائی کارخانہ نہیں، بلکہ اسی کارخانہ پر مرتب ومسبب ہے، اس کے بعد بعض اہل معانی کے اقوال سے بعض اعمال وثمرات کی مناسبت کو تمثیلاً ذکر کریں گے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہاں جو کچھ ہے یہاں کا ظہور اور تمثیل ہے اور یہ ارشادات سمجھ میں آجاویں:

﴿مَايَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ (١)

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ٥ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ٥﴾ (٢)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَابِهَا وَكَفٰى بِنَاحٰسِبِيْنَ﴾ (٣)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَايُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا وَوَجَدُوا مَاعَمِلُوا حَاضِرًا وَّلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (٤)

---

(١) وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا، مگر اس کے پاس ایک تاک لگانے والا تیار۔ (ق:١٨)

(٢) سو جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جو شخص ذرّہ برابر بھی بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔ (زلزال:٧،٨)

(٣) اور اگر عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو حاضر کردینگے، اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں: (انبیاء:٤٧)

(٤) اور کہتے ہونگے ہائے ہماری کم بختی! اس نامہ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ قلمبند کیے ہوئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ، اور جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا وہ سب موجود پائیں گے، اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔ (کہف:٤٩)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی: ﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ اَمَدًا بَعِيْدًا وَّيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ﴾ (۱)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾ (۲) (وغيرها من الآيات)

فصل ا: بعض اعمال کے آثار برزخیہ اور صورت مثالی

بعض اعمال کے آثار [علامات] برزخیہ میں جس سے ان اعمال کی صورت مثالیہ منکشف ہوگی، امام بخاری رحمہ اللہ نے بروایت ثمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے (۳)۔

---

(۱) جس روز کہ ہر شخص اپنے کیے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا پائے گا اور اپنے برے کیے ہوئے کاموں کو بھی، اس بات کی تمنا کرے گا کہ کیا خوب ہوتا جو اُس شخص کے اور اس روز کے درمیان میں دُور دراز کی مسافت ہوتی۔ (آل عمران: ۳۰)

(۲) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات سے دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ (ابراہیم: ۲۷)

(۳) عن سَمُرَةَ بنِ جُندَبٍ – رضي الله عنه – قال: كان رسولُ اللهِ يعني مِمَّا يُكثِرُ أن يقولَ لِأصحابه: "هل رأى أحدٌ منكم رؤيا؟" قال: فيَقُصُّ عليه ماشاء الله أن يَقصَّ وإنه قال ذات غداة: "إنه أتاني الليلةَ آتيان وإنهما ابتَعثاني وإنهما قالا لي: انطلِقْ وإني انطلقتُ معهما وإنَّا اَتَينا علىٰ رجُل مُضطجع وإذا آخرُ قائم عليه بصخرةٍ وإذا هو يَهوى بالصخرةِ لراسه فيَثْلَغُ راسَه فيَتدهْدَهُ الحجرُ ههُنا فيَتّبع الحجرَ فياخُذُه فلا يرجِعُ إليهِ حتى يصِحَّ راسُه كما كان ثمَّ يَعُودُ عليه فيَفعَلُ بهِ مثلَ ما فعلَ مرَّةَ الأولىٰ قال: قلتُ لهما: "سبحان الله! ماهذان؟" قال: قالا لي: انطلِقْ انطلِقْ، فانطلقنا فأتَينا على رجل مُستَلْقٍ لِقَفَاه وإذا آخرُ قائمٌ عليه بِكَلُّوبٍ من حديدٍ وإذا هو يَاتِي أحدَ شِقَّي وَجهِهِ فيُشَرْشِرُ شِدْقَه إلىٰ قفآهُ ومَنخِرَه إلى قَفَاه وعينَهُ إلىٰ قَفَاه قال: وربما قال أبو رجَاءٍ: فيَشُقُّ، قال: ثم يَتَحوَّلُ إلىٰ الجانبِ =

= الآخرِ فيَفْعَلُ به مثلَ ما فعلَ بالجانبِ الاوّلِ فما يفرُغُ من ذٰلك الجانبِ حتى يَصِحَّ ذٰلك الجانبُ كما كانَ ثم يعُودُ عليه فيَفْعَلُ مثلَ ما فعلَ المرّة الأُولىٰ قال: قلت: "سبحان اللّٰه! ماهٰذان؟" قال: قالا لي: انطلِقْ انطلِقْ، فانطلقناه فأتينَا علىٰ مثل التَّنُّورِ قال: واَحسِبُ أنّه كان يقول: فإذا لغطٌ وأصواتٌ قال: فاطَّلَعْنَا فيه، فإذا فيه رجالٌ ونساءٌ عُراةٌ وإذا هم ياتيهم لَهَبٌ من أسفلَ منهم، فإذا أتاهُمْ ذلك اللَّهَبُ ضَوْضَوُا، قال: قلتُ لهما: "ما هٰؤلاء؟" قال: قالا لي: انطلِقْ انطلِقْ قال: فانطلقنا فاتينا علىٰ نَهَرٍ -حسبتُ أنه كان يقول:- أحمرَ مثلِ الدَّمِ وإذا في النَهررجُل سابِحٌ يَسبَحُ وإذا علىٰ شطِّ النَهر رجُلٌ قد جمع عنده حجارةً كثيرةً واذاذٰلك السَّابِحُ سَبَحَ ما سَبَحَ ثم يأتى ذٰلك الذي قد جَمعَ عندَه الحِجَارةَ فيَفْغرُ له فاه فيُلقِمُهُ حجرًا فيَنْطَلِقُ يسْبَحُ ثم يرجِعُ إليه كلَّمَا رجع إليه فغر له فاه فألقَمَه حجراً، قال: قلتُ لهما: "ما هٰذان؟" قال: قالا لي: انطلِقْ انطلِقْ قال: فانطلقنا فاتَيْنا على رجلٍ كريهِ المَرْآةِ كاَكْرهِ ماأنت راءٍ رجُلاً مَرْآةً وفإذا عنده نارٌ يَحُشُّها ويَسْعىٰ حَوْلَهَا قال: قلتُ لهما: "ما هٰذان؟" قال: قالا لي: انطلِقْ انطلِقْ فانطلقنا فأتينا علىٰ رَوضةٍ مُعْتَمَّةٍ فيها من كُلِّ لَوْنِ الرَّبيعِ وإذا بين ظَهْرَي الرَّوضَةِ رجلٌ طويلٌ لاأكادُ أرىٰ رأسَه طولًا في السَماءِ وإذا حول الرجُل من اكثرِ وِلْدانٍ رأيتُهم قطُّ قال: قلت لهما: "ما هٰذا؟ما هٰؤلاء؟" قال: قالا لي: انطلِقْ انطلِقْ قال: فانطلقنا فانتهيناإلىٰ روضةٍ عظيمةٍ لم اَر رَوضةً قطّأعظَمَ منها ولا أحسَنَ، قال: قالا لي: ارْقَ قال: فارتقيتُ فيها قال: فاوتقينا فيها، فانتهيناإلىٰ مدينة مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهبٍ ولبِنِ فِضَّةٍ فاتَينا بابَ المدينةِ فاستَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لنا فدَخلنَاهَا فتلقَّانا فيها رجالٌ شطرٌمن خَلْقِهِمْ كأحسَنِ ماأنتَ راءٍو شطرٌ كأقْبَحِ مَاأنتَ راءٍ، قال: قالا لهم: اذْهَبُوا فَقَعُوا في ذٰلك النَهرِ قال: وإذا نهرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِئ كاَنَّ ماءَهُ المَحُضُ في البَياضِ فذهَبُوا فوقعُوا فيه ثم رَجعوُا إلينا قد ذهب ذلك السُّوءُ عنهم فصارو في أحسنِ صورةٍ قال: قالا لي: هٰذه جَنّةُ عدنٍ وهٰذاكَ منزِلُكَ قال: فسَماَ بصَري صُعُداً فإذا قَصرٌ مثلُ الرَّبَابةِ البَيْضَاءِ قال: قالا لي: هٰذاكَ منزِلُكَ قال: قلتُ لهما: "باركَ اللّٰهُ فيكما ذَرَانِي فأدخُلَه" قال: =

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت فرماتے کہ تم نے شب کو کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ جو شخص کوئی خواب عرض کرتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعبیر ارشاد فرماتے۔ اسی طرح حسبِ معمول ایک روز صبح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک خواب دیکھا ہے، دو شخص میرے پاس آئے مجھ کو اٹھا کر کہا چلو، میں ان کے ساتھ چلا، ایک شخص پر ہمارا گزر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس ایک پتھر لیے کھڑا ہے اور اس کے سر پر زور سے مارتا ہے جس سے اس کا سر کچل جاتا ہے اور پتھر آگے لڑھک جاتا ہے، وہ جا کر پتھر کو پھر اٹھا لاتا ہے، اور یہ ابھی لوٹنے نہیں پاتا کہ اس کا سر اچھا ہو جاتا ہے، جیسا کہ پہلے تھا، وہ آکر پھر اسی طرح کرتا ہے۔

میں نے ان دو شخصوں سے تعجباً کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک شخص پر گزر ہوا جو چت [پیٹھ کے بل] لیٹا ہے، اور دوسرا شخص اس

= أمـا الآن فـلا وأنت داخِلُه قال: قلتُ لهما: "فإني قد رايتُ مُنذُ الّيلَةِ عَجَبًا فماهذا الذي رأيتُ" قال: قالا لي: أما إناسنُخبرك، أمَّا الرَّجلُ الأوّلُ الَّذي أتيتَ عليه يُثْلغُ راسُه بالحجرِ فـإنّـه الـرجُلُ ياخُذ القرآنَ فيَرفِضُه ويَنَامُ عن الصلوٰةِ المكتوبةِ وأمّا الرجُلُ الذي أتيتَ عليه يُشَـرشَـرُ شِدْقُه إليٰ قَفَاه ومَنخِرُه إليٰ قَفاه وعينُهُ إليٰ قَفَاه فإنّه الرجُلُ يغدُو من بيتهِ فيَكذِبُ الـكَـذْبَةَ تبـلُغُ الآفـاقَ وأمَّـا الـرجـالُ والـنساءُ العُراةُ الذين هم في مِثْلِ بناءِ التَّنُّورِ فهم الزُناةُ والـزَّوَانِـي وأمَّا الرجُلُ الذي أتيتَ عليه يَسْبَحُ في النهرِ ويُلْقَمُ الحجارةَ فإنه اكِلُ الربٰوا وأماَ الـرجـلُ الْـكَـرِيْهُ المَرْآةِ الذي عنده الناريَحُشُّها ويَسْعٰى حَوْلَها فإنَّه مٰلِكٌ خازِنُ جَهنَّمَ وأماَ الرجَلُ الطَّويلُ الذي فيالروضَةِ فإنّه إبراهيمُ وأماَ الوِلدانُ الذين حولَه فكلُّ مولودٍ مات علىٰ الـفـطـرة قـال: فـقال بعضُ المسلمين: يارسول اللّه! وأولادُ المشركين؟ فقال رسولُ اللّه صلى اللّه عليه وسلم: "وأولادُ المشركين وأمّا القومُ الذين كانوا شطراً منهم حسنٌ وشطراً منهـم قبيحٌ فـإنَّهـم قـومٌ خَـلَـطُـوا عـملاً صَـالِحًا واٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوزَ اللّهُ عنهـم". (صحيح البخاري، كتاب التعبير، باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح، رقم الحديث: ٧٠٤٧)

کے پاس لوہے کا زنبور [ایک اوزار جس کا منہ آگے سے گول ہوتا ہے] لیے کھڑا ہے اور اس لیٹے ہوئے شخص کے منہ کے ایک جانب آ کر اس کا کلہ اور نتھنا اور آنکھ گدی تک چیرتا چلا جاتا ہے، پھر دوسری طرف آ کر اسی طرح کرتا ہے اور اس جانب سے فارغ نہیں ہونے پاتا کہ وہ جانب اچھی ہو جاتی ہے، پھر اس طرف جا کر اسی طرح کرتا ہے۔

میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ کہنے لگے: چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک تنور پر پہنچے، اس میں بڑا شور وغل ہو رہا تھا، ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں بہت سے مرد وعورت ننگے ہیں، اور ان کے نیچے سے ایک شعلہ آتا ہے، جب وہ ان کے پاس پہنچتا ہے اس کی قوت سے یہ بھی اوپر اٹھے آتے ہیں۔

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ وہ دونوں بولے: چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک نہر پر پہنچے جو کہ خون کی طرح لال تھی اور اس کے اندر ایک شخص تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک اور شخص ہے، اس نے بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں، وہ شخص تیرتا ہوا ادھر کو آتا ہے، یہ شخص اس کے منہ پر ایک پتھر کھینچ کر مارتا ہے، جس کے صدمہ سے پھر وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتا ہے، پھر وہ تیر کر نکلتا ہے یہ شخص پھر اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے۔

میں نے پوچھا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ کہنے لگے: چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک شخص پر گذر ہوا، بڑا ہی بدشکل ہے کہ کبھی ایسا کوئی نظر سے نہ گذرا ہوگا، اور اس کے سامنے آگ ہے اس کو جلا رہا ہے اور اس کے گرد پھر رہا ہے۔

میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ کہنے لگے: چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک گنجان باغ میں پہنچے، جس میں ہر قسم کے بہار (موسم بہار کے) شگوفے [بن کھلے پھول] تھے اور اس باغ میں درمیان ایک شخص نہایت دراز قد، جن کا سر اونچائی کے سبب دکھائی نہیں پڑتا، بیٹھے ہیں اور ان کے آس پاس بڑی کثرت سے بچے جمع ہیں، میں نے پوچھا: یہ باغ کیا

ہے؟اور یہ لوگ کون ہیں؟ کہنے لگے: چلو چلو، ہم آگے چلے، ایک عظیم الشان درخت پر پہنچے کہ اس سے بڑا اور خوب صورت کبھی میں نے نہیں دیکھا، ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھو، ہم اس پر چڑھے، تو ایک شہر ملا کہ اس کی عمارت میں ایک ایک اینٹ سونے، ایک ایک چاندی کی لگی ہے، ہم شہر کے دروازے پر پہنچے، اور اس کو کھلوایا، وہ کھول دیا گیا، ہم اس کے اندر گئے، ہم کو چند آدمی ملے جن کا آدھا بدن ایک طرف کا تو نہایت خوب صورت اور آدھا بدن نہایت بدصورت، وہ دونوں شخص ان لوگوں سے بولے: جاؤ اس نہر میں گر پڑو اور وہاں ایک چوڑی نہر جاری ہے، پانی سفید ہے جیسا دودھ ہوتا ہے، وہ لوگ جا کر اس میں گر گئے، پھر ہمارے پاس جو آئے تو بدصورتی بالکل جاتی رہی پھر ان دونوں شخصوں نے مجھے کہا: یہ جنت عدن ہے، اور دیکھو تمہارا گھر وہ رہا، میری نظر جو اوپر بلند ہوئی تو ایک محل ہے، جیسے سفید بادل، کہنے لگے: یہی تمہارا گھر ہے، میں نے دونوں سے کہا: اللہ تعالی تمہارا بھلا کرے، مجھ کو چھوڑ دو میں اس کے اندر چلا جاؤں، کہنے لگے: ابھی نہیں، بعد میں جاؤ گے۔

میں نے ان سے کہا: آج رات بھر بہت عجیب تماشے دیکھے، آخر یہ کیا چیزیں تھیں؟ وہ بولے: ہم ابھی بتلاتے ہیں، وہ جو شخص تھا جس کا سر پتھر سے کچلتا دیکھا، وہ ایسا شخص ہے جو قرآن مجید حاصل کر کے اس کو چھوڑ کر فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہتا تھا۔

اور جس شخص کے کلے اور نتھنے اور آنکھ گدی سے چیرتے دیکھا، یہ وہ شخص ہے کہ صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹی باتیں کیا کرتا جو دور دور پہنچ جاتی۔

اور وہ جو ننگے مرد وعورت تنور میں نظر آئے، یہ زنا کرنے والے مرد وعورت ہیں۔

اور جو شخص نہر میں تیرتا تھا اور اس کے سامنے پتھر بھرے جاتے تھے یہ سود خور ہے، اور جو وہ بدشکل آدمی آگ جلاتا ہوا اور اس کے گرد دوڑتا ہوا دیکھا وہ مالک داروغہ [نگراں] دوزخ کا ہے، اور جو دراز قد قامت شخص باغ میں دیکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ

السلام ہیں، اور جو بچے ان کے آس پاس دیکھے وہ بچے ہیں جن کو فطرت میں موت آ گئی۔

کسی مسلمان نے دریافت کیا: یارسول اللہ! مشرکین کے بچے بھی؟

آپ نے فرمایا: ہاں، مشرکین کے بچے بھی۔

اور وہ جو لوگ تھے جن کا نصف بدن خوب صورت اور نصف بدن بدصورت تھا، یہ وہ لوگ ہیں کہ کچھ عمل نیک کیے تھے اور کچھ بد، کہ ان کو اللہ تعالی نے معاف فرمادیا۔ فقط۔

اس حدیث سے ان اعمال کے آثار واضح ہوئے اور مناسبتیں گو خفی ہیں، مگر ذرا تأمل [غور] سے سمجھ میں آ سکتی ہیں، مثلاً: جھوٹ بولنے اور کلے چیرے جانے میں مناسبت ظاہر ہے، اور زنا کرنے سے جو آتش شہوت تمام بدن میں پھیل جاتی ہے اس میں اور آتش عقوبت [سزا کی آگ] کے محیط ہو جانے [گھیر لینے] میں مناسبت ظاہر ہے، اور زنا کے وقت برہنہ ہو جاتے ہیں اور جہنم میں برہنہ ہو جانا اس میں مناسبت ظاہر ہے، علی ہذا القیاس سب اعمال کو اسی طرح سوچ لینا چاہیے۔

فصل۲: زکوۃ نہ دینے کی سزا بروز قیامت

جس مال کی زکوۃ نہ دی جائے وہ سانپ کی شکل بن کر اس کے گلے میں بطور طوق کے ڈالا جائے گا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: نہیں ہے کوئی شخص جو نہ دیتا ہو زکوۃ اپنے مال کی، مگر یہ کہ ڈال دیں گے اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے گلے میں ایک اژدھا، پھر آپ نے اس کی تائید کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾(۱)

---

(۱) آل عمران: ۱۸۰

فصل ۳: بدعہدی کی سزا بروز قیامت

بدعہدی بشکل جھنڈے کے متمثل ہوکر قیامت کے دن موجب رسوائی ہوگی۔عمرو بن حَمِق سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے: جو شخص پناہ دے کسی شخص کو اس کی جان پر، پھر اس کو قتل کردے، دیا جاوے گا اس کو جھنڈا اس کی پشت پر گاڑ کر (۱)۔

(پکارا جائے گا: هَذِهِ غَدَرَةُ فُلَانٍ. یعنی یہ فلاں شخص کی بدعہدی ہے (۲)۔

= رواه البخاري في صحيحه عن عبد الله بن مسعود -رضي الله عنه -يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم قال: "مامن رجلٍ لا يؤدِّى زكوةَ مالِه إلاجعلَ اللّٰهُ يوم القيامةِ في عنقِه شجاعًا، ثم قرأ علينا مصداقَه من كتابِ الله عزّ وجلّ [ولا يحسبن الذين يبخلون بما اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِن فَضلِه](كتاب تفسير القرآن [باب]ومن سورة آل عمرن، رقم الحديث: ٣٠١٢) (وأخرجه النسائي في سننه، عنه -رضي الله عنه- أبواب الزكوة، باب التغليظ في حبس الزكوة، رقم الحديث: ٢٤٤٣) وأخرجه ابن ماجه في سننه، عنه -رضي الله عنه- أبواب الزكوة، باب ماجاء في منع الزكوة، رقم الحديث: ١٧٨٤)

(١) رواه ابن ماجه عن رفاعة بن شداد القتباني قال: لُولا كلمةٌ سمعتُها من عمرَ وبن الحَمِقِ الخُزَاعِي، لَمَشيتُ فيما بينَ رأس المختارِ وجسدِه، سمعتُه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من أمن رجلًا على دمِه فقتلَه فإنَّه يحملُ لواءَ الغدرِ يوم القيامةِ". (أبواب الديات، باب من أمن رجلاً على دمه فقتله، رقم الحديث: ٢٦٨٨) وأخرجه البغوي في شرح السنة، عنه -رضي الله عنه-قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "من آمن رجلاًعلى نفسه فقتله أعطي لواء الغدر يوم القيامة") (كتاب السير والجهاد، باب الأمان، رقم الحديث: ٢٧١١، ٦٠٢/٥'دار الكتب العلمية، بيروت)

(٢) رواه البخاري في صحيحه عن ابن عمر -رضى الله عنهما-أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "إن الغادر ينصب له لواء يوم القيامة فيقال: هذا غدرة فلان بن فلان". =

فصل ۴: چوری اور خیانت کی سزا

چوری اور خیانت جس چیز میں کی ہوگی وہی آلہ ءِ تعذیب ہو جائے گی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا، اس کا نام "مِدعم" تھا، مدعم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ اسباب اتار رہا تھا کہ دفعتاً اس کے ایک تیر آ کر لگا جس مارنے والا معلوم نہ ہوا، لوگوں نے کہا کہ بہشت اس کو مبارک ہو، آپ نے فرمایا: ہرگز ایسا مت کہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو کمبلی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم نہ ہونے پائی تھی، وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو رہی ہے، جب لوگوں نے یہ مضمون سنا، ایک شخص جوتے کا ایک یا دو تسمے واپس کرنے کو لایا، آپ نے فرمایا: (اب کیا ہوتا ہے) یہ ایک تسمہ یا دو تسمہ تو آگ کا ہے۔

روایت کیا اس کو بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے (۱)۔

= (كتاب الأدب، باب مايدعى الناس بآبائهم، رقم الحديث: ٦١٧٨) وأخرجه مسلم في صحيحه، عنه -رضي الله عنه - (كتاب الجهاد والسير، باب تحريم الغدر، رقم الحديث: ٤٥٣١) وأخرجه أبوداؤد في سننه، عنه -رضي الله عنه-(كتاب الجهاد باب في الوفاء بالعهد، رقم الحديث: ٢٧٥٦) وأخرجه الترمذي في سننه، عنه -رضي الله عنه - (أبواب السير، باب ماجاء أن لكل غادر لواء يوم القيامة، رقم الحديث: ١٥٨١) وأخرجه ابن ماجه في سننه، عنه -رضي الله عنه-(أبواب الجهاد، باب الوفاء بالبيعة، رقم الحديث: ٢٨٧٢)

(١) رواه البخاري في صحيحه عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: خرجْنا معَ رسولِ اللّه صلى اللّه عليه وسلم يومَ خيبرَ، فلَمْ نَغْنَمْ ذَهبًا ولافضةً إلا الأموالَ والمتاعَ والثيابَ، فأهدَى رجلٌ مِن بنِي الضُّبَيْبِ يُقال لَه: رِفاعةُ بنُ زيد لرسولِ اللّهِ صلى اللّه عليه وسلم غلاماًيقال له: مِدْعَمْ فوجَّه رسولُ اللّهِ صلى اللّه عليه وسلم إلى وادي القُرَى حتى إذا كان =

فصل ۵: غیبت کی صورت مثالی

غیبت کرنے کی صورت مثالی مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی ہے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَن یَّأْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ میتاً فکَرِهْتُمُوْهُ﴾(۱)

فرمایا اللہ تعالی نے: نہ غیبت کرے کوئی تم میں سے کسی کی، کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں سے یہ کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا، جب کہ وہ مرا ہوا ہو، ضرور اس کو تم ناپسند کروگے۔ فقط اسی وجہ سے غیبت خواب میں اسی شکل میں نظر آتی ہے۔

فصل ٦: اخلاق ذمیمہ کی مثالی صورتیں

اہل معانی کے اقوال سے بعض چیزوں کی صورت مثالی [مثالی شکل] کے بیان

= بوادي القُرَى، بينما مِدْعَمٌ يَحُطُّ رحْلاًلرسولُ اللّهِ صلى اللّه عليه وسلم إذا سَهْمٌ عائرٌ فَقَتَلَهُ، فقال الناسُ: هنيئاً له الجَنَّةُ، فقال رسولُ اللّهِ صلى اللّه عليه وسلم: كَلَّا والذي نفسي بيدِه! إنَّ الشَّمْلَةَ التي أخذَها يومَ خيبرَ مِن المَغَانِم لَمْ تُصِبْها المَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عليه ناراً۔" فلمَّا سَمِعَ ذلكَ النَّاسُ جاءَ رجلٌ بِشِرَاكٍ أو شِراكَيْنِ إلى النبيِّ صلى اللّه عليه وسلم فَقَالَ: "شِراكٌ من نَارٍ، أو شراكانِ من نارٍ". (كتاب الأيمان والنذور، باب هل يدخل في الأيمان والنذور الأرض والغنم والزرع والأمتعة، رقم الحديث: ٦٧٠٧) وأخرجه مسلم في صحيحه، عنه -رضي اللّه عنه- (كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم الغلول وأنه لايدخل الجنة إلا المؤمنون، رقم الحديث: ٣١٠) وأخرجه أبوداؤد في سننه، عنه -رضي اللّه عنه(كتاب الجهاد، باب في تعظيم الغلول، رقم الحديث: ٢٧١١) وأخرجه النسائي في سننه، عنه -رضي اللّه عنه-(أبواب الأيمان والنذور، باب هل تدخل الأرضون في المال إذا نذر، رقم الحديث: ٣٨٥٨)

(١) حجرات: ١٢

ہیں محققین نے فرمایا ہے کہ ہر خصلتِ ذمیمہ [بری عادت] کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ ہے، جس شخص میں وہ خصلت غالب ہو جاتی ہے، عالم مثالی میں اس شخص کی شکل اس جانور کی سی ہو جاتی ہے، امم سابقہ میں وہ شکل اسی عالم میں ظاہر ہو جاتی تھی، اس امت کو اللہ تعالی نے اس عالم میں رسوا ہونے سے محفوظ رکھا، لیکن دوسرے عالم میں وہ شکل بن جاتی ہے، قیامت کے روز اس کا ظہور ہوگا، اور اہل کشف کو یہاں ہی مکشوف ہو جاتی ہے، سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر فرمائی ہے ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَاطَائِرٍ يَّطِيْرُ بِجِنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ﴾ (١)

یعنی نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور کوئی پرندہ جو اپنے بازوں سے اُڑتا ہے مگر وہ سب جماعتیں ہیں مثل تمہارے۔

سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ درندوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں، بعض کتوں کے اور سوروں اور گدھوں کے اخلاق پر ہوتے، بعض بناؤ سنگار کر کے طاؤس [مور] کے مشابہ بنتے ہیں، بعض پلید ہوتے ہیں مثل گدھے کے، بعض خود پرور [متکبّر، مغرور] ہوتے ہیں مثلِ مرغی کے، بعض کینہ پرور [بُغض رکھنے والا] ہوتے ہیں مثل اونٹ کے، بعض مشابہ مکھی کے ہوتے ہیں، بعض مشابہ لومڑی کے، فقط (٢)۔

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے ﴿فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ قیامت میں

---

(١) انعام: ٣٨

(٢) وقال سفيان بن عيينة: "أي مامن صنف من الدواب والطير إلا في الناس شبه منه، فمنهم من يعدو كالأسد، ومنهم من يشره كالخنزير، ومنهم من يعوي كالكلب، ومنهم من يزهو كالطاؤس، فهذا معنى المماثلة". (الجامع لأحكام القرآن للإمام القرطبي، [سورة الانعام، ٣٨]: ٣٠/٧، دار احياء التراث العربي، بيروت)

لوگ مختلف صورتوں میں محشور ہوں گے [اٹھائے جائیں گے]، جس جانور کی عادات طبیعت پر غالب ہوں گی قیامت میں اسی کی شکل بن جائے گی (۱)۔

فصل ۷: بعض اعمال کی صورت مثالیہ کی تحقیق حضرت مولانا رومؒ کے قول سے

۱	چوں سُجود یار کوعے مرد کِشت	شُد در آں علم سجود او بہشت
۲	چوں کہ پریدہ دہانت حمد حق	مرغ جنت ساختش ربُّ الفلق
۳	حمد و تسبیحت نماند مرغ را	ہم چو نطفہ مرغ بادست و ہوا
۴	چون زدستت رُست ایثار وزکوۃ	کِشت ایں دست آں طرف نخل ونبات
۵	آبِ صبرت آب جُوئے خلد شد	جوئے شیرے خلد مہرتُست ودو
۶	ذوق طاعت گشت جوئے انگبیں	مستی وشوق توجوئے خمر بیں
۷	ایں سببہاآں اثرہا رانماند	کس نداند چوتش جائے آں نشاند
۸	ایں سببہا چوں بہ فراق تو بود	چار جو ہم مرترا فرماں نمود
۹	ہرطرف خواہی روانش می کنی	آں صفت چوں بد چنانش می کنی
۱۰	چوں منی توکہ در فرماں تست	نسل تودر امر توآیند چست
۱۱	مید وددر امر توفرزند تو	کہ منم جزوت کہ کردم گرد تو
۱۲	آں صفت درا مرتو بودایں جہاں	ہم در امر تست آں جوہارواں
۱۳	آں رختاں مرترا فرمان برند	کاں درختاں از صفاتت با برند
۱۴	چوں بامرتست اینجا ایں صفات	پس در امرتست آنجا آں جزات
۱۵	چوں زدت زخم برمظلوم رست	آں درختے گشت ازاں زقوم رست

(۱) (الكشف والبيان في تفسير القرآن، المعروف ب: تفسير الثعلبي، [سورة النباء: ۱۸]: ۳۶۰/۶، دار الكتب العلمية، بيروت)

١٦	چوں زخم آتش تودرد لہا زدی	مایہ نار جہنم آمدی
١٧	آتش ست اینجا چومردم سوز بود	آنچہ ازوی زاد مردا فروز بود
١٨	آتش توقصد مردم میکند	نار کزوی زاد برمردم زند
١٩	آں سخن ہائے چومارو گژدمست	مارو گژدم گشت ومی گیردو دست

ترجمہ اشعار

۱- جب کوئی عبادت گذار شخص اس جہاں میں کوئی سجدہ یا رکوع کرتا ہے تو اس کے "سجدے" آخرت میں جنت میں جانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

۲- جب تیرے منہ سے اللہ تعالی کی تعریف نکل اڑتی ہے، تو اللہ تعالی اس کو جنت کی چڑیا بنا دیتے ہیں۔

۳- تیری حمد و تسبیح کی مثال چڑیا کی طرح ہے، کیوں کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ نطفہ مرغ کی ہوا ہے۔

۴- جب تیرے ہاتھ کی کی ہوئی قربانی اور زکوۃ کا عمل وہاں جائے گا تو یہی ہاتھ اس طرف آخرت میں کھجور اور پھل دار درخت بوئے گا۔

۵- دنیا میں تیرے صبر کا پانی آخرت میں جنت کے حوض کا پانی ہوگا، اور تیری محبت و مہربانی جنت کے دودھ کا حوض ہے۔

٦- یہاں کی عبادت کا ذوق، وہاں شہد کا حوض ہوگا، اور تیری محبت و مہربانی جنت کے دودھ کا حوض ہے۔

۷- یہ اسباب صرف اسی اثر کے لیے مخصوص نہیں ہیں، کسی کو معلوم نہیں کہ اُن کو اُن کی جگہ کیوں بٹھایا ہے۔

۸- یہ اسباب جب تیرے حکم میں رہیں گے، تو تیرے حکم کی چارہ جوئی بھی کریں گے۔

۹- ایسی صورت میں تو ان کو جس طرف بھی چاہے جاری کر سکتا ہے اور وہ صفت جیسی تھی تو اس کو ویسے ہی استعمال کر سکتا ہے۔

۱۰- جب کہ تیری منی تیرے زیر فرمان رہے گی تو تیری نسل بھی تیرا حکم ماننے میں چست اور ٹھیک نکل آئے گی۔

۱۱- ایسے نطفہ سے پیدا شدہ تیری اولاد، تیری اطاعت میں دوڑتی ہے؛ کیوں کہ اسے احساس ہے کہ میں تیرے اس جزو سے پیدا ہوا ہوں جسے تو نے اپنا تابع بنا رکھا تھا۔

۱۲- وہ صفت جب تیرے زیر حکم تھی تو وہاں بھی تیرے زیر فرمان جاری حوض کی طرح ثابت ہونے والی ہے۔

۱۳- ان درختوں نے اگر یہاں پر تیری فرماں برداری کی تو یاد رہے کہ وہاں بھی تیری صفات ان کے طفیل پھلیں گی۔

۱۴- جب یہ صفات یہاں پر تیرے حکم میں ہیں پھر تو وہاں بھی ان صفات کی جزا وثواب تیرے حق میں ہوں گے۔

۱۵- جب یہاں تیرے ہاتھ سے کسی مظلوم پر کوئی زخم لگے گا، تو وہ ظلم وہاں ایک درخت بن جائے گا اور اس ظلم سے درختِ زقوم اُگے گا۔

۱۶- اگر تو نے دنیا میں غصہ سے دوسرے کے دل میں پریشانی کی آگ جلائی، تو یاد رہے کہ آخرت میں تو بھی دوزخ کی آگ کا سامان بن کر آئے گا۔

۱۷- یہی غصہ کی آگ جب دنیا میں لوگوں کو جلانے والی ہے تو آخرت میں جو اس سے پیدا ہوگی، وہ بھی آدمی کو جلانے والی ہوگی۔

۱۸- تیرے غصے کی آگ جب یہاں لوگوں کو ستانے کا قصد کرتی ہے تو اس آگ سے وہاں جو آگ پیدا ہوگی وہ بھی آدمی پر شعلہ مارے گی۔

۱۹-غصہ کی وہ باتیں جو سانپ اور بچھو کی مانند ہیں، یہ باتیں آخرت میں واقعتاً سانپ اور بچھو ہو جائیں گی اور ناواقف لوگ ان کو اپنے ہاتھ سے پکڑتے ہیں۔

عمل کے وجود کا باقی رہنا

رجوع بہ مطلب: آیات واحادث واقوال مذکورہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ آدمی جو کچھ عمل کرتا ہے اس کا وجود باقی رہتا ہے اور وہ ایک روز کھلنے والا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ٥ وَمَن يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾(١)

پس جنت ودوزخ اپنے ہاتھوں آدمی لیتا ہے، اور تحقیق ''مسئلہ تقدیر'' کے مخالف نہیں ہے؛ کیوں کہ مسئلہ تقدیر میں یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ کوئی شے بِلا سبب ہو جاتی ہے، ہرگز ایسا نہیں، بلکہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کے اسباب اوّل جمع ہوتے ہیں' پھر وہ اَمر واقع ہو جاتا ہے، من جملہ اسباب قویہ دخول جنت ودوزخ کے اعمال حسنہ یا سیئہ ہیں، اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب اعمال کا فائدہ پوچھا' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ''(٢).

یعنی عمل کرتے رہو کیوں کہ ہر شخص کو وہی کام آسان ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے۔

---

(۱) سو جو شخص ذرّہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرّہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔ (زلزال: ۷،۸)

(٢) (أخرجه البخاري 'كتاب الجنائز'باب موعظة المحدث عندالقبروقعود أصحابه حوله'رقم الحديث: ١٣٦٢'وقدتكررفيه: ٤٩٤٥-٤٩٤٨'٦٢١٧'٦٦٠٥'٧٥٥٢)
وأخرجه مسلم أيضاً'كتاب القدر'باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه---'رقم: ٦٧٣١'٦٧٣٣)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی o وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی oفَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی oوَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی o وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰیo﴾(۱)

خلاصہ یہ کہ جیسا یہاں کروگے برزخ اور قیامت میں اسی سے پردہ اٹھ جائے گا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَکَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَ كَ فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ﴾ (۲)

یاالٰہی! ہم لوگوں کو فہم صحیح عطا فرمایئے اور اس قدر تذکر نصیب کردیجیئے کہ گناہ کے وقت اس کی جزا پیش نظر ہو جایا کرے، پھر اس سے بچنے کی بھی توفیق عطا ہو، آمین!۔

☆☆......☆☆

---

(۱) سو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کو سچا سمجھا، تو ہم اس کو راحت کی چیز کے لیے سامان دے دیں گے، اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی اختیار کی اور اچھی بات کو جھٹلایا، تو ہم اس کو تکلیف کی چیز کے لیے سامان دے دیں گے۔ (لیل: ۵-۱۰)

(۲) سو اب ہم نے تجھ پر سے پردہ ہٹا دیا، سو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے۔ (ق: ۲۲)

باب چہارم

اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا دخل وتاثیر ہے۔

اس کی اجمالی تحقیق تو آغاز باب سوم سے اچھی طرح دریافت ہو چکی ہے، اس مقام پر صرف دو چار اعمال کی مثالی صورت دلائل سے لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے۔

فصل ۱: ذکر اللہ کی صورت مثالی

سُبْحَانَ اللّٰه وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه واللّٰهُ أَكْبَرُ، کی صورت مثالی درخت کی سی ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: ملاقات کی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شب معراج میں، انہوں نے فرمایا کہ اے محمد! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور خبر دیجیے: جنت ستھری مٹی والی، شریں پانی والی، اور اصل میں وہ صاف میدان ہے اور اس کے درخت سُبْحَانَ اللّٰه وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی رحمہ اللہ نے (۱)۔

فصل ۲: سورہ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی

سورہ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی مثل ٹکڑیوں بادل یا پرندوں کے ہے،

---

(۱) رواه الترمذي في سننه عن عبدالله بن مسعود -رضي الله عنه - قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لقيتُ إبراهيمَ ليلةَ أُسري بي فقال: يا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ أمتَّكَ مِني السَّلامَ وأَخْبِرهُمْ أَنَّ الجنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ المَاءِ وأَنَّها قِيْعَانٌ، وأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰه[و]الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه واللّٰهُ أَكْبَرُ" (١) (أبواب الدعوات، باب [في غراس الجنة: سبحان الله، الحمدلله ---] رقم الحديث: ٣٤٦٢)

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے: لایا جائے گا قرآن مجید کو قیامت کے دن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے، آگے آگے ہوگی اس کے سورہ بقرہ اور آل عمران، جیسے دو بدلیاں [بادل کے ٹکڑے] ہوں، سیاہ سائبان (۱) میں، ان کے بیچ میں ایک چمک ہوگی، (وبقول محققین یہ چمک بسم اللہ کی ہے) یا جیسے قطار بننے والے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہوں، حجت کریں گی دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کی جانب سے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے (۲)۔

فصل ۳۲: سورہ اخلاص کی مثالی صورت

سورہ اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کی صورت مثالی مثل قصر [محل] کے ہے۔ سعید بن المسیب رحمہ اللہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ دس مرتبہ پڑھے، اس کے لیے جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے اور جو بیس مرتبہ پڑھے اس کے لیے دو محل تیار ہوتے ہیں اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کے لیے تین محل تیار ہوتے ہیں جنت میں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: قسم خدا کی یا رسول اللہ! تب تو ہم اپنے بہت سے محل بنوالیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

---

(۱) چھپر جو دھوپ سے بچنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔

(۲) رواه مسلم في صحيحه عن النواس بن سمعان الكلابي يقول: سمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول: "يُؤتىٰ بالقرآن يومَ القيامة، وأهله الذين كانوايعملون به، تقدمه سورة البقرة وآل عمران وضرب لهما رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة أمثال، مانسيتُهنَّ بعد، قال: "كأنَّهما غمامتان، أو ظلَّتان، سوداوان، بينهما شوق، أو كأنهما فرقان من طير صواف، تحاجان عن صاحبهما" . (كتاب فضائل القرآن ومايتعلق به، باب فضل قرأة القرآن وسورة البقرة، رقم الحديث: ١٨٧٦) وأخرجه الترمذي في سننه، عنه -رضي الله عنه-(أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة آل عمران: رقم الحديث: ٢٨٨٣)

فرمایا: اللہ تعالی اس سے زیادہ فراغت وگنجائش والے ہیں۔

روایت کیا اس کو امام دارمی رحمہ اللہ نے (۱)۔

فصل ۴: عملِ جاری کی مثالی صورت

عمل جاری کی صورت مثالی چشمہ کے مثل ہے۔ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے لیے خواب میں ایک چشمہ جاری دیکھا، اور یہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ نے فرمایا: یہ ان کا عمل ہے جو جاری ہوتا ہے ان کے لیے۔روایت کیا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے (۲)۔

فصل ۵: دین کی صورت مثالی

دین کی شکل مثالی مثل لباس کے ہے۔ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: میں خواب میں تھا کہ لوگوں کو اپنے روبہ رو پیش ہوتے دیکھا کہ وہ کرتے پہنے ہیں، کسی کا کرتہ تو سینہ تک ہے، کسی کا اس سے نیچے،

---

(١) رواه الدارمي في سننه مرسلاً عن سعيد بن المسيب، يقول: إن نبيَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ [قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ]عشرَ مراتٍ، بُنِيَ لَهُ بها قصرٌ في الجنةِ، ومن قرأها عشرين مرة بُنِيَ لَهُ بها قصرانِ في الجنّةِ، من قرأَ ثلاثين مرةً بُنِيَ لَهُ بها ثلاثَةَ قصُورٍ في الجنةِ، فقال عمرُ بن الخطابِ: والله ! يارسول الله! إِذَنْ لنكثرنَّ قصورنَا؟ فقال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم : الله أوسع من ذلك" . (كتاب فضائل القرآن، باب في فضل [قُلْ هُوَاللّٰهُ أَحَدٌ]٢/١/٥٥١، رقم الحديث: ٣٤٢٩)

(٢) رواه البخاري في صحيحه عن أمِ العَلاءِ -رضي الله عنها -ـــقالت: ورأيت لعثمان في النومِ عيناً تجري فجئتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم ، فذكرتُ ذلك له فقال: "ذاك عمله يجرى له" . (كتاب التفسير، باب العين الجارية في المنام، رقم الحديث: ٧٠١٨)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو پیش ہوئے تو ان کا کرتہ اتنا بڑا ہے کہ زمین پر گھسیٹے چلتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین (۱)

فصل ٦: علم کی مثالی صورت

علم کی شکل مثالی دودھ کے ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ خواب میں میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ اس کی سیرابی کا اثر اپنے ناخنوں سے نکلتا پایا، پھر بچا ہوا عمر (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا، لوگوں نے عرض کیا: پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ نے فرمایا: علم (۲)۔

---

(۱) رواه الإمام البخاري في صحيحه عن أبي سعيد الخدري -رضي الله عنه- يقول: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: "بينا أنا نائم رأيتُ الناسَ يعرضون عليّ وعليهم قُمُصٌ، منها مايبلغ الثديَ ومنها مادون ذلك وعُرِضَ عليّ عمرُ بن الخطابِ وعليه قميصٌ يجره"، قالوا فما أولت ذلك يارسول الله! قال: "الدين". (كتاب الإيمان، باب تفاضل أهل الإيمان في الأعمال، رقم الحديث: ٢٣) وأخرجه أيضًا في عدة مواضع، انظر، رقم: ٣٦٩١، ٧٠٠٨، ٧٠٠٩) وأخرجه مسلم في صحيحه، عنه -رضي الله عنه- (كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله عنه، رقم الحديث: ٦١٨٩) وأخرجه الترمذي في سننه عن بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم -(أبواب الرؤيا، باب [في تاويل الرؤيا مايستحب منها ومايكره] رقم الحديث: ٢٢٨٥، ٢٢٨٦) وأخرجه النسائي في سننه، عنه -رضي الله عنه (كتاب الإيمان وشرائعه، تفاضل أهل الإيمان، رقم الحديث: ٥٠١٤)

(۲) رواه البخاري في صحيحه عن ابن عمر -رضي الله عنه- قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " بينا أنا نائم أتيت بقدح لبن، فشربت حتى أني لأرى الري يخرج في أظفاري، ثم أعطيت فضلي عمر بن الخطاب"، قالوا: فما أولته يارسول الله؟ =

فصل ۷: نماز کی صورت مثال

نماز کی شکلِ مثالی مثلِ نور ہے۔عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا: ارشاد ہوا کہ کہ جو شخص محافظت[اہتمام] کرے گا نماز پر، وہ نماز اس کے لیے قیامت کے دن نورانی اور برہان[دلیل]اور نجات ہوگی (۱)۔

فصل ۸: صراطِ مستقیم کی صورتِ مثالی

صراطِ مستقیم کی شکلِ مثالی مثل پل صراط کے ہے، امام غزالی رحمہ اللہ نے رسالہ

= قال: "العلم". (۱) (كتاب العلم، باب فضل العلم، رقم الحديث: ۸۲) وأخرجه أيضاً في عدة مواضع، انظر: رقم الحديث: ۳۶۸۱، ۷۰۰۶، ۷۰۰۷، ۷۰۲۷، ۷۰۳۲) أخرجه مسلم في صحيحه، عنه -رضي الله عنهما -(كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر -رضى الله عنه-، رقم الحديث: ۶۱۹۰) وأخرجه الترمذي في سننه -رضي الله عنه -(أبواب الرؤيا باب [في رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم اللبن والقميص]رقم الحديث: ۲۲۸۴)

(۲) رواه أحمد عن عبد الله بن عمرو -رضي الله عنه- عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه ذكر الصلوة يوماً فقال: "من حافظ عليها كانت له نورًا وبرهاناً ونجاةً يوم القيامة، ومن لم يحافظ عليها لم يكن له نورٌ ولا برهانٌ ولا نجاةٌ، وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وأبي بن خلف". (مسند الإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله عمرو بن العاص -رضي الله عنه -۲/۶۱۱، رقم الحديث: ۶۵۷۶) وأخرجه الدارمي في مسنده، عنه -رضي الله عنه -(كتاب الرقائق، باب في المحافظة على الصلوة: ۲ /۳۹۰، رقم الحديث: ۲۷۲۱) وأخرجه البيهقي في شعب الإيمان، عنه -رضي الله عنه- (باب في الصلوت، فصل في الصلوات وما في أدائهن من الكفارات: ۳/۴۵، رقم الحديث: ۲۸۲۲)

''حلِّ مسائل غامِضَہ'' میں ارشادفرمایا ہے(۱) کہ پل صراط پرایمان لانا برحق ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ پل صراط باریکی میں بال کے مانند ہے، یہ تو اس کے وصف میں ظلم ہے، بلکہ وہ تو بال سے بھی باریک ہے، اس میں اور بال میں کچھ مناسبت ہی نہیں، جیسا کہ باریکی میں خطِ ہندسی کو جو سایہ اور دھوپ کے مابین ہوتا ہے، نہ سایہ میں اس کا شمار ہوتا ہے، نہ دھوپ میں، بال کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں، پل صراط کی باریکی بھی خطِ ہندسی کے مثل ہے جس کا کچھ عرض نہیں، کیوں کہ وہ صراط مستقیم کی مثال پر ہے جو باریکی میں خطِ ہندسی کے مثل ہے اور صراط مستقیم اخلاقِ متضادّہ کی وسط حقیقی سے مراد ہے، جیسا کہ فضول خرچی اور بخل کے درمیان وسط حقیقی ''سخاوت'' ہے، تہوُّر یعنی اِفراط قوتِ غضبی اور جبُن یعنی بزدلی کے درمیان میں ''شجاعت''، اِسراف [فضول خرچی] اور تنگی خرچ کے درمیان میں وسطِ حقیقی ''میانہ روی'' ہے، تکبّر اور غایت درجہ کی ذلت کے درمیان میں ''تواضع''، شہوت اور خُمود کے درمیان ''عفت''، کیوں کہ ان صفتوں کی دو طرفیں ہیں، ایک زیادتی، دوسری کمی، وہ دونوں مذموم ہیں، افراط اور تفریط کے مابین ''وسط'' ہے، وہ دونوں طرف کی نہایت دوری ہے اور وسط میانہ روی ہے، نہ زیادتی کی طرف میں اور نہ نقصان کی طرف میں، جیسا خطِ فاصل دھوپ اور سایہ کے مابین ہوتا ہے، نہ سایہ میں ہے، نہ دھوپ میں، جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے قیامت میں صراط مستقیم کو جو خطِ ہندسی کی طرح ہے، جس کا کچھ عرض نہیں، مُمَثَّل کریں گے، تو ہر انسان سے اس صراط پر استقامت کا مطالبہ ہوگا۔

پس جس شخص نے دنیا میں صراط مستقیم پر استقامت کی اور افراط وتفریط یعنی زیادتی وکمی کی، دونوں جانبوں میں سے کسی جانب میلان نہ کیا، وہ اس پل صراط پر برابر گزر جائے گا اور کسی طرف کو نہ جھکے گا، کیوں کہ اس شخص کی عادت دنیا میں میلان سے بچنے

---

(۱) نقل من ترجمۃ المسماۃ: حقیقت روح انسانی

کی تھی، سو اس کا وصف طبعی بن گیا اور ''عادت'' طبیعت کا خاصہ ہوتی ہے، سو صراط پر برابر گزر جائے گا۔ اور ان دلائل سے معلوم ہو گیا ہوگا، کارخانہ آخرت کا غیر منتظم نہیں ہے کہ جس کو چاہا پکڑ کر پھینک دیا، جس کو چاہا جنّت میں بھیج دیا، یوں تو مالک حقیقی کو سب اختیار ہے، مگر عادت اور وعدہ یوں ہی ہے کہ ''جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے''، اسی لیے جا بجا ارشاد فرمایا ہے:

﴿فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾(۱)

اور ارشاد فرمایا ہے:

﴿سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ﴾(۲)

یعنی دوڑو طرف مغفرت پروردگار اپنے کے اور طرف جنّت کے، جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے۔

(یہ ہمارے سمجھانے کو فرمایا) سو اگر جنّت میں داخل ہونا بالکل غیر اختیاری ہے تو اس کی طرف دوڑنے کو کیسے حکم فرمایا ہے؟ یعنی اس کے اسباب اختیار میں دیئے ہیں جن پر دخول جنّت حسب وعدہ آیت مرتب ہو جاتا ہے، اسی لیے بعد حکم مسابقة إلى الجنة کے ان اعمال و اسباب کو ذکر فرمایا جو یقیناً انسان کے اختیار میں ہیں، چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً

(۱) سو اللہ تعالیٰ نے تو ان پر ظلم نہیں کیا، لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ (توبہ: ۷۰- بیان القرآن)

(۲) حدید: ۲۱

أوظَلَمُوا أنفُسَهُم ذَكَرُوا اللّهَ فَاستَغفَرُوا لِذُنُوبِهِم وَمَن يَّغفِرُ الذُّنُوبَ إلاّ اللّه وَلَم يُصِرُّوا عَلٰى مَا فعلُوا وهُم يَعلَمُونَ ○﴾(۱)

یعنی: یہ جنت ایسے پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، جو خرچ کرتے ہیں فراغت [وسعت] میں اور تنگی میں اور پی جانے والے ہیں غصہ کے اور معاف کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں نیکی کرنے والوں کو، اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کر گزرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام، یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر، فوراً یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور سوا اللہ تعالیٰ کے گناہ کو بخشتا ہی کون ہے؟ اور وہ لوگ اڑتے نہیں اس کام پر جو کیا انہوں نے، وہ جانتے ہیں۔ دیکھیے! اس آیت میں صاف فرمادیا کہ جنت ایسوں کے لیے ہے جن میں فلاں فلاں اوصاف ہیں اور یہ سب اوصاف اختیاری ہیں، اس کے بعد اور بھی صاف لفظوں میں بتاتے ہیں کہ ان کاموں کے کرنے سے ضرور جنت مل جاتی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿أولئكَ جزآؤهم مغفرة من ربهم وجنّٰتٌ تجرى مِن تَحتِهَا الاَنهرُ خالدين فيهَا وَنعمَ اَجرُ العامِلِينَ﴾(۲)

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ شے محبوب کے اسباب بھی محبوب ہوتے ہیں، دیکھو! پلّہ دار مزدور چونکہ جانتے ہیں کہ اسباب اٹھانے سے پیسہ ملے گا، سو مسافروں کے اسباب لینے اور لادنے کے لیے آپس میں کیسا جھگڑتے ہیں؟ اور ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھ پر اسباب

---

(۱) آل عمران: ۱۳۳-۱۳۵

(۲) ان لوگوں کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والوں کا۔ (آل عمران: ۱۳۶)

لادا جائے اور باوجود مشقت وتعب [تھکاوٹ] کے پھر بھی بوجھ لادنے میں ان کو ایک قسم کا لطف ولذت ملتا ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ جنت محبوب ہو، اللہ تعالیٰ کا لقا [ملاقات] محبوب ہو، اس کے اسباب یعنی اعمال صالحہ مرغوب ومحبوب نہ ہوں، اسی لیے حدیث شریف میں وارد ہے.

لَم أرَ مثل الجنّة نام طالبها۔ أو كما قال۔ یعنی میں نے جنت کے برابر کوئی چیز عجیب نہیں دیکھی جس کا طالب سو جائے (۱)۔

جن کو دیدہ بصیرت سے یہ مضمون کھل گیا ان کو بے شک ان اعمال شاقہ میں لطف وراحت ملتی ہے۔

قال الله تعالىٰ: ﴿وإنّها لكبيرةٌ إلا على الخاشعين ○ الّذين يظنّون أنهم ملاقوا ربّهم وأنّهم إليه راجعون ○﴾ (۲)

یعنی بے شک نماز ضرور گراں [مشکل] گزرتی ہے، مگران لوگوں پر جو خشوع کرنے والے ہیں، جن کا یہ یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں۔

سو نماز کے آسان ہونے کے لیے یہ یقین مُعین ٹھہرا کہ ہم کو اپنے رب سے ملنا ہے، اور حدیث صحیح میں ارشاد ہے: "جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ" (۳).

---

(۱) رواه الترمذي في سننه عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "ما رأيتُ مثلَ النارِ نامَ هاربُها، ولا مثلَ الجنةِ نَامَ طالبُها". (أبواب صفة جهنم، باب منه قصة آخر أهل النار خروجاً، رقم الحديث: رقم الحديث: ۲۶۰۱)

(۲) بقرہ: ۴۵، ۱۴۶

(۳) (أخرجه الطبراني في المعجم الكبير عن المغيرة بن شعبة -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "جعلت قرة عيني في الصلوة". (المعجم الكبير، زياد بن علاقة، عن المغيرة: ۲۰/۴۲۰، رقم الحديث: ۱۰۱۲، دار إحياء التراث العربي) =

یعنی نماز میں مجھ کو آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت ملتی ہے۔

نیک مشورہ

جب اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہو چکی، تو اب تمام جزا وسزا تمہارے ہاتھ میں ہے، اگر چاہتے ہو کہ جنت کے بہت سے درخت ہمارے حصے میں آئیں، تو "سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالحَمدُ للّٰہِ، وَلَا إلٰہَ إلّا اللّٰہُ واللّٰہ أَکْبَرُ" خوب پڑھا کرو، اگر چاہتے ہو کہ قیامت کے دن ہم سایے میں ہوں، تو "سورہ بقرہ، آل عمران" کی تلاوت کیا کرو کہ وہ سائبان کی شکل میں ہوں گی، اگر چاہتے ہو کہ ہم کو جنت کا چشمہ ملے "خیرات" جاری کیا کرو، اگر چاہتے ہو کہ خوب کپڑے ملیں، تو "تقوٰی و دین" کو مضبوط پکڑو، اگر چاہتے ہو کہ جنت میں دودھ کا چشمہ ملے یا حوض کوثر سے سیراب ہوں، تو "علم دین" خوب حاصل کرو، اگر چاہتے ہو کہ پل صراط پلک جھپکتے گزر جاؤں، تو "شریعت" پر خوب مستقیم رہو، اگر چاہو کہ پل صراط پر ہمارے پاس نور رہے، تو "نماز" کا خوب اہتمام کرو، اگر چاہو کہ ہم کو جنت میں بہت محل ملیں، تو خوب ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ﴾(۱) پڑھا کرو، اسی طرح جو نعمت چاہو اس کے اسباب اختیار کرو، وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل بن کر تم کو مل جائیں گے۔

سُبْحَانَ الّذِیْ لایُخْلِفُ المِیْعادَ ولایُضِیْعُ أجْرَ المُحْسِنِیْنَ.

= وأخرجه أحمد عن أنس -رضي اللّٰه عنه - عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بلفظ: أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: حُبِّبَ إلَيَّ من الدنيا، النساء، والطيب، وجعل قرة عيني في الصلوة۔" (مسند أحمد، مسند انس بن مالك: ٤ /٣٣٠، رقم الحديث: ١٢٣١٨، ويتكرر أيضا: ١٢٣١٩، ١٣٠٨٨، ١٣٠٨٣) (فيض القدير للمناوي، حرف الجيم، ٤٥٨/٣، رقم الحديث: ٣٥٩٣)

(١) إخلاص: ١

خاتمہ

بعض اعمالِ مخصوصہ کے بیان میں جو زیادہ مفید یا مضر ہیں
اور عوام کے بعض شبہات کا جواب

یوں تو جتنی طاعات ہیں سب ضروری ہیں اور جتنے سیئات ہیں سب مضر ہیں، مگر بعض اعمال جو بمنزلہ اصول کے ہیں زیادہ اہتمام کے قابل ہیں، فعلاً یا ترکاً کہ اُن کے اہتمام سے دوسرے اعمال کی اصلاح کی زیادہ امید ہے، ان کو ہم دو فصلوں میں لکھتے ہیں۔

فصل ۱: اعمال مفیدہ کا بیان

ایسی طاعات کا بیان جن کی محافظت سے امید ہے کہ دوسری طاعات کا سلسلہ قائم ہو جائے، ایک اُن میں ''علم دین'' کا حاصل کرنا ہے، خواہ کتب سے حاصل کیا جائے یا علما سے، بلکہ تحصیلِ کتب کے بعد بھی علما کی صحبت ضروری ہے، اور مراد ہماری ''علما'' سے وہ علما ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں، اتباعِ سنت کے عاشق ہوں، توسط پسند ہوں، افراط و تفریط سے بچتے ہوں، خلق پر شفیق ہوں، تعصب و عناد [بے جا حمایت و دشمنی] ان میں نہ ہو، گو اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ اس قسم کے علما بہت ہیں اور ہمیشہ رہیں گے، جیسا ہمارے سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے:

''لَايَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ عَلَى الحَقِّ لَايَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ''(۱)

---

(۱) (أخرجه أبوداؤد في سننه في حديث طويل عن ثوبان -رضي الله عنه-) كتاب الفتن، باب ذكر الفتنة ودلائلها، رقم الحديث: ۴۲۵۲) وأخرجه الترمذي في سننه عن معاوية =

(مگر چند بزرگوں کا نام تبرکاً) اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تاکہ غیر مذکورین کو مذکورین پر قیاس کرسکیں، اور جن کی ایسی ہی شان ہو، ان کی صحبت سے مستفید ہوسکیں۔

۱-مکہ معظّمہ میں حضرت سیدی ومرشدی مولانا الحاج الشیخ محمد امداداللہ صاحب دامت برکاتہم (رحمۃ اللہ علیہ)

۲-گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب، دامت برکاتہم۔(رحمۃ اللہ علیہ)

۳-سہان پور میں جناب مولانا ابوالحسن صاحب، مہتمم جامع مسجد سہارن پور (رحمۃ اللہ علیہ)

۴-دیوبند میں جناب مولانا محمود حسن صاحب، مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند (رحمۃ اللہ علیہ)

۵-حضرت حاجی محمد عابد صاحب، مقیم مسجد چھتہ دیوبند۔(رحمۃ اللہ علیہ)

۶-انبالہ میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب، دامت برکاتہم۔(رحمۃ اللہ علیہ)(۱)۔

= بن قرة عن أبيه، (أبواب الفتن، باب ماجاء في أهل الشام، رقم الحديث: ٢١٩٢) وأخرجه ابن ماجه في سننه عن ثوبان -رضي الله عنه -(أبواب الفتن، باب مايكون من الفتن، رقم الحديث: ٣٩٥٢)

(۱) افسوس! اس وقت ان حضرات میں سے کوئی بھی زندہ نہیں (اشرف علی)

(موجودہ زمانے کے عوام وخواص ان بزگوں سے استفادہ کرسکتے ہیں:

۱-کراچی میں سیدی ومرشدی، امام المحدثین شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم۔(جامعہ فاروقیہ کراچی)

۲-کراچی میں عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم (اشرف المدارس کراچی)

۳-کراچی میں حضرت مولانا اصلح حسینی صاحب دامت برکاتہم (گلشن اقبال کراچی) =

ایسے بزرگوں کی صحبت وخدمت جس قدر میسر ہو جائے، غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ ہے، اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے، اس کی برکات خود دیکھ لے گا۔

بعض اعمال کا اہتمام اور ان کی برکات

ایک ان میں سے "نماز" ہے، جس طرح ہوسکے پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا رہے، اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے، اور بدرجہ مجبوری جس طرح ہاتھ آئے غنیمت ہے، اس سے دربار الٰہی میں ایک تعلق اور ارتباط قائم رہے گا، اس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حالت درست رہے گی ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ

=

۴-حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم (دارالعلوم کورنگی کراچی)
۵-مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم، (علامہ بنوری ٹاؤن کراچی)
۶-حضرت مولانا نور محمد صاحب دامت برکاتہم (بہادرآباد کراچی)
۷-حضرت مولانا محمد یوسف افشانی صاحب دامت برکاتہم (جامعہ فاروقیہ کراچی)
۸-حضرت مولانا احسان الحق صاحب دامت برکاتہم (رائے ونڈ لاہور)
۹-حضرت مولانا صوفی سرور صاحب دامت برکاتہم (جامعہ اشرفیہ لاہور)
۱۰-حضرت مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم کراچی
۱۱-حضرت مولانا مفتی حسن صاحب دامت برکاتہم (جامعہ مدنیہ لاہور)
۱۲-حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم (اکوڑہ خٹک)
۱۳-حضرت مولانا عبدالصمد ہالیجوی صاحب دامت برکاتہم (سکھر)
۱۴-حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب دامت برکاتہم (پیر شریف شہداد پور)
۱۵-حضرت مولانا مغفوراللہ صاحب دامت برکاتہم (اکوڑہ خٹک)

یہ چند نام بطور مثال کے ذکر کیے ہیں، تلاش کریں تو اور بھی بہت سارے نام سامنے آئیں گے۔ (عارف)

تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ﴾(۱)

ایک ان میں سے لوگوں سے ''کم بولنا اور کم ملنا'' اور جو کچھ بولنا سوچ کر بولنا ہے، ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے۔

ایک ان میں سے ''محاسبہ و مراقبہ'' ہے، یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش نظر ہوں، میرے سب اقوال وافعال واحوال پر ان کی نظر ہے، یہ مراقبہ ہوا، اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً: سوتے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کر کے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو جاتا ہوں۔ ایک اُن میں سے ''توبہ واستغفار'' ہے، جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے توقف نہ کرے، کس وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے، فوراً تنہائی میں جا کر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے، اگر رونا آئے تو روئے، ورنہ رونے کی صورت بنائے، یہ پانچ چیزیں ہوئیں: علم، وصحبت علماء، نماز پنج گانہ، قلتِ مُخَالَطَت [کم میل جول] محاسبہ ومراقبہ، توبہ واستغفار۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ان تمام امور پنج گانہ کی پابندی سے جو کہ کچھ مشکل بھی نہیں، تمام طاعات کا دروازہ کھل جائے گا۔

فصل ۲ (بعض معاصی جن سے احتراز ضروری ہے)

ایسے معاصی کے بیان میں کہ ان سے بچنے سے بفضلہٖ تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے۔

ایک ان میں سے ''غیبت'' ہے اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیاوی واُخروی پیدا ہوتے ہیں جیسا ظاہر ہے، اس میں آج کل بہت مبتلا ہیں، اس سے بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ نہ کسی کا تذکرہ کرے، نہ سنے، نہ اچھا، نہ برا، اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے، ذکر کرے تو اپنا ہی کرے، اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے، جو اوروں کے

---

(۱) عنکبوت: ۴۵

ذکر کرنے کی فرصت اس کو ملتی ہے۔ ایک ان میں سے ''ظلم'' ہے، خواہ مالی، یا جانی، یا زبانی، مثلاً: کسی کا حق مار لیا، قلیل یا کثیر، یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی، یا کسی کی بے آبروئی [بے عزتی] کی، ایک ان میں سے ''اپنے کو بڑا سمجھنا، اوروں کو حقیر سمجھنا۔ ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں، ، حِقد [کینہ] وحسد وغضب وغیر ذلک۔

ایک ان میں سے ''غصہ'' ہے، کبھی نہیں یاد کہ غصہ کر کے پچھتائے نہ ہوں، کیوں کہ حالت غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی ہے، سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا، جو بات نہ گفتنی [نہ کہنے کی تھی] وہ منہ سے نکل گئی، جو کام نہ کردنی [نہ کرنے کا] تھا وہ ہاتھ سے ہو گیا، بعد میں غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا، کبھی کبھی عمر بھر کے لیے صدمہ میں گرفتاری ہو جاتی ہے۔

ایک ان میں سے ''غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا'' خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لیے ہم کلام ہونا، یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا، یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آہستہ و نرم کرنا، میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس ''تعلق'' سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں ''احاطہ تحریر'' سے خارج ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ! کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔

ایک ان میں سے '' طعام مشتبہ یا حرام کھانا'' ہے، کہ اسی سے تمام ظلمات و کدورتِ نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں، کیوں کہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضا و عروق [رگوں] میں پھیلتی ہے، پس جیسی غذا ہوگی، ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے۔ یہ چھ معاصی ہیں، جن سے اکثر معاصی پیدا ہوتے ہیں، ان کے ترک سے ان شاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہو جائے گا، بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک

ہو جائیں گے۔(اَللّٰھُمَّ وَفِقْنَا)

عوام کے بعض شبہات

اب یہاں سے عوام کے بعض شبہات کا جواب دیا جاتا ہے، جن سے وہ دھوکا میں پڑے ہیں، اور دوسروں کو بھی دھوکا میں ڈالتے ہیں، جب کبھی ان سے التزام طاعات واجتناب معاصی کے لیے کہا جاتا ہے، تو ان شبہات کو پیش کرتے ہیں۔ یہ شبہات دو قسم کے ہیں: ایک قسم وہ شبہات ہیں جن سے ''صریح کفر'' لازم آتا ہے، مثلاً: یہ شبہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت نسیہ [ادھار] اور نقد بہتر ہوتا ہے نسیہ سے، یا یہ شبہ کہ دنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک، تو یقینی کو مشکوک کی امید میں کس طرح چھوڑ دیں؟ جیسے کسی نے کہا ہے:

اب تو آرام سے گزرتی ہے   عاقبت کی خبر خدا جانے

چوں کہ ہمارا روئے سخن [خطاب] اس وقت اہل ایمان کی طرف ہے، اس لیے ان شبہات کو مطروح النظر [صرف نظر] کرتے ہیں۔(۱)

دوسری قسم وہ شبہات ہیں جن کا باعث جہل وغفلت ہے، اس مقام پر ان کا جواب دینا مقصود ہے، ہم اس کو کئی فصلوں میں لکھتے ہیں۔ بتوفیق اللہ تعالیٰ۔

فصل ۱: اللہ کے غفور ورحیم ہونے کے بھروسہ پر گناہ کرنا

ایک شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور ورحیم ہیں، میرے گناہوں کی وہاں کیا

---

(۱) علاوہ اس کے ان شبہات کا لغو ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہے، وجودِ آخرت تو دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا، اگر خود ان دلائل کے ثبوت میں کلام ہے تو بفضلہ تعالیٰ براہینِ عقلیہ اُن کے اثبات کے لیے ہر وقت موجود ہیں، بعد ثبوت آخرت کے نقد کو نسیہ پر مطلقاً ترجیح دینا بالکل مغالطہ ہے، یہ قاعدہ اس وقت ہے کہ نسیہ اور نقد کماً وکیفاً برابر ہوں، ورنہ تمام معاملات نسیئہ کو نقد پر ترجیح دیا کرتے ہیں، پیسہ کی چیز اگر دو پیسہ میں اُدھار بکنے لگے اور خریدار پر ذرا بھی اطمینان ہو، خوشی خوشی سے دے ڈالتے ہیں، یہاں وہ قاعدہ کہاں گیا؟

حقیقت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک! وہ غفور و رحیم ہیں، مگر قہار و منتقم [بڑا قہر کرنے والے وانتقام لینے والے] بھی تو ہیں، سو تم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ تمہارے لیے ضرور مغفرت ہوگی، ممکن ہے کہ انتقام وقہر ہونے لگے، علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور و رحیم اس شخص کے لیے جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ کی اصلاح کرے۔

کما قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۝﴾(۱)

یعنی اس کے بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لیے غفور و رحیم ہے جنہوں نے نادانی سے برا کام کیا، پھر انہوں نے توبہ کر لی اس کے بعد، اور اپنے اعمال درست کر لیے۔

اور جو بلا توبہ مر جائے تو بقدر گناہ تو مستحق عقوبت ہے، اور فضل کا کوئی روکنے والا نہیں، مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے ساتھ یہی معاملہ ہوگا؟

فصل۲: لمبی زندگی کی امید پر توبہ نہ کرنا

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں! ابھی کیا جلدی ہے، آگے چل کر توبہ کر لیں گے، اس شخص سے یہ کہنا کہ تم کو کیسے معلوم ہو گیا کہ ابھی تم اور زندہ رہو گے؟ ممکن ہے کہ شب کو سوتے کے سوتے رہ جاؤ، یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو، یاد رکھو! کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے، روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ اکثر بلا توبہ مر جاتا ہے۔

فصل۳: توبہ کے بھروسہ پہ گناہوں پر جرأت

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں! گناہ تو کر لیں، پھر توبہ کر کے معاف کرالیں گے، اس شخص سے یہ کہنا چاہیے کہ ذرا اپنی انگلی آگ کے اندر ڈال دو پھر اس پر مرہم لگا دیں گے،

(۱) نحل: ۱۱۹

یہ ہرگز گوارا نہ ہوگا، پھر افسوس ہے کہ معصیت پر کیسے جرأت ہوتی ہے، اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ توبہ کی توفیق ضرور ہی ہو جائے گی، یا اگر توبہ کی تو اللہ کے ذمہ واجب ہے کہ توبہ قبول ہی کرلیں، پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان سے توبہ کرلینا اللہ تعالیٰ کے روبہ رو کافی نہیں، بلکہ صاحبِ حق سے معاف کرانے کی ضرورت ہے۔

فصل ۴: گناہ کرنے کے بعد تقدیر کا عذر لنگ

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں ہماری تقدیر ہی میں یوں لکھا ہے، اور یہ شبہ بہت ارزاں [ہلکا] ہے کہ ہرکس وناکس [عام وخاص] اس سے منتفع [فائدہ مند] ہوتا ہے، صاحبو! ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ جس وقت گناہ کرتے ہیں خواہ اسی قصد سے کرتے ہیں کہ چوں کہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے، لاؤ تقدیر کی موافقت کرلیں، ہرگز نہیں، اس وقت اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا، جب گناہ سے فراغت ہو جاتی ہے فرصت میں تاویل سوجھتی ہے، اگر انصاف کر کے دیکھو، خود اس تاویل کی بے قدری دل میں سمجھتے ہوگے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر تقدیر پر بھروسہ ہے تو دنیاوی معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں نہیں اعتماد ہوتا ہے، جب کوئی شخص تم کو جانی یا مالی ضرر پہنچائے تو اس پر ہرگز عتاب مت کیا کرو، سمجھ لیا کرو کہ ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ شرارت کریں گے، نقصان کریں گے، وہاں مسئلہ تقدیر کے منکر بن جاتے ہو، یہاں سب سے بڑھ کر تقدیر پر تمہارا ہی ایمان ہوتا ہے۔

فصل ۵: قسمت میں جنت یا دوزخ لکھے ہوئے کا عذر

ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اگر قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جائیں گے، اور اگر دوزخ لکھی ہے دوزخ میں جائیں گے، محنت ومشقت سب بے کار ہے۔ ان لوگوں سے کہنا چاہیے کہ اگر یہ بات ہے دنیوی معاملات میں کیوں تدبیریں وکوششیں کرتے ہو؟ کھانے کے لیے اس قدر اہتمام کرتے ہو، بوتے ہو، جوتتے ہو، پیستے ہو، چھانٹتے ہو،

گوندھتے ہو، پکاتے ہو، لقمہ بنا کر منہ میں لے جاتے ہو، چباتے ہو، نگلتے ہو، کچھ بھی نہ کیا کرو، اگر قسمت میں ہے آپ ہی بن بنا کر پیٹ میں اتر جائے گا، نوکری کیوں کرتے ہو؟ کھیتی کیوں کرتے ہو؟ یہ شعر کیوں پڑھ دیا کرتے ہو؟

رزق ہرچند بے گمان برسد　　یک شرط است جستن از درہا

رزق جتنا بھی خلاف گمان پہنچے، لیکن حصول رزق کے دروازوں سے رزق تلاش کرنا شرط ہے۔

اگر اولاد کی تمنا ہوتی ہے، تو نکاح کیوں کرتے ہو؟ پس جس طرح باوجود ثبوت تقدیر کے ان مسببات کے لیے اسباب خاصہ جمع کرتے ہو، اسی طرح نعمائے آخرت [آخرت کی نعمتیں] کے لیے وہی اسباب واعمال صالحہ جمع کرنا ضروری ہے۔

فصل ٦: اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا دھوکہ

ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ حدیث میں ہے: "أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ". (١)

سو ہم کو اپنے رب کے ساتھ حسنِ ظن [اچھا گمان] ہے، ضرور ہمارے ساتھ حسن

---

(١) رواه البخاري في صحيحه عن أبي هريرة -رضي الله عنه- قال: قال رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يقولُ اللّٰهَ تعالى: "أنا عندَ ظَنِّ عبدِي بِي، وأنا معَه إذا ذَكَرَني ذَكَرْتُه فإنْ ذَكَرَنِي في نفسِه ذكرتُه في نَفْسِي، وإن ذَكَرَنِي في مَلاءٍ ذكرتُه في ملاءٍ خير منهم، وإن تقرَّبَ شِبراً إليَّ تقربتُ إليه ذِرَاعاً وإن تقرَّبَ إليَّ ذِراعاً تقربتُ إليه بَاعاً، وإن أتاني يمشي أتيته هرولةً". (كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى(ويحذركم الله نفسه) رقم الحديث: ٧٤٠٥) ويتكرر أيضاً: ٧٥٠٥، ٧٥٣٧) وأخرجه أيضاً مسلمٌ في صحيحه، عنه -رضي اللّٰه عنه- (كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، رقم الحديث: ٦٨٠٥) وأخرجه الترمذي في سننه، عنه -رضي اللّٰه عنه- (أبواب الدعوات[باب في حسن الظن بالله عزوجل]رقم الحديث: ٣٦٠٣)

معاملہ ہوگا۔ سو خوب یاد رکھنا چاہیے! رجا و حسنِ ظن کے معنی یہ ہیں کہ اسباب کو اختیار کر کے مسبب کے مرتب ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منتظر رہے، اپنی تدبیر پر وثوق نہ کر بیٹھے، اور جو اسباب ہی کو اڑا دیا تو حسن ظن نہیں ہے، بلکہ غرور اور دھوکہ ہے۔ اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ تخم پاشی کر کے انتظار ہو کہ غلہ فضلِ خدا سے پیدا ہوگا، یہ تو امید ہے، اگر تخم پاشی ہی نہ کرے اور اس ہوس پر بیٹھا رہے کہ اب غلہ پیدا ہوگا، تو یہ نرا جنون [سراسر جنون] اور دھوکہ ہے، جس کا انجام افسوس و حسرت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

فصل ۷: بزرگوں کی نسبت کا دھوکہ

ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ فلاں بزرگ کی اولاد یا فلاں بزرگ کے مرید ہیں، یا فلاں بزرگ زندہ یا مردہ سے محبت رکھتے ہیں، پس خواہ ہم کچھ ہی کریں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور ہیں، صاحبو! اگر یہ نسبتیں کافی ہوتیں تو ضرور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کو ہرگز نہ فرماتے:

"یـافَاطِمَةُ ! اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِن النَّار ....فَإِنِّی لَاأُغْنِیْ عَنْكِ مِنْ اللّٰہِ شَیْئًا"(۱) .

یعنی اے فاطمہ! اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ، کیوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ

---

(۱) رواه البخاري في صحيحه عن أبي هريرة -رضي الله عنه-(كتاب الوصايا، باب هل يدخل النساء والولدان في الأقارب، رقم الحديث: ۲۷۵۳ويتكرر أيضا: ۳۵۲۷، ٤۷۷۱) وأخرجه مسلم في صحيحه، عن أبي هريرة وغيره -رضي الله عنهم-(كتاب الإيمان، باب في قوله تعالى[وأنذر عشيرتك الأقربين]رقم الحديث: ۵۰۱-۵۰۵) وأخرجه الترمذي في سننه، عنه -رضي الله عنه-(أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة الشعراء، رقم الحديث: ۳۱۸۵) وأخرجه النسائي في سننه، عنه -رضي الله عنه-(كتاب الوصايا، باب إذا أوصى لعشيرته الأقربين، رقم الحديث: ۳٦٤۷)

کفایت نہیں کرسکتا۔ یعنی جب کہ اپنے پاس سرمایہ ایمان واعمال صالح کا نہ ہو صرف نسبت کافی نہیں ہے، اور ایمان وتقویٰ کے ساتھ اگر نسبت شریفہ بھی ہو، سبحان اللہ! نورٌ علی نورٌ اور قیامت کے دن فائدہ بخش بھی ہوگی۔

فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ﴾(١)

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ، ہم ملحق کردیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو، اور نہیں کم کریں گے ان کے عمل سے کچھ۔

یعنی آباء کی مقبولیت کی برکت سے اولاد کو بھی اسی درجہ میں پہنچادیں گے، اور آباواجداد کے عمل میں کمی نہ ہوگی۔

فصل ۸: حق تعالیٰ شانہ کا مخلوق کے اعمال سے مستغنی ہونے کا شبہ

بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طاعت واعمال کی پرواہ ہی کیا ہے۔

صاحبو! یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے عمل کی پرواہ نہیں ہے، نہ ان کا کوئی فائدہ، مگر کیا آپ کو بھی ان کے منافع کی پرواہ نہیں جو اعمال صالحہ پر مرتب ہوتے ہیں؟ اور کیا نیک عمل میں آپ کا بھی فائدہ نہیں؟ خلاصہ یہ کہ عمل تو آپ کے لیے مقرر ہوا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نفع کے لیے، سو اللہ تعالیٰ اگرچہ مستغنی ہیں، مگر آپ تو مستغنی نہیں، اس کی بعینہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی مشفق طبیب کسی مریض پر رحم کرکے کوئی

---

(١) طور: ٢١

دوا بتلا دے اور وہ مریض اپنی جان کا دشمن یہ کہہ کر ٹال دے کہ صاحب! دوا پینے سے حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوگا؟ بھلے مانس! حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوتا؟ تیرا فائدہ ہے کہ مرض سے صحت ہوگی۔

فصل ۹: وعظ و نصیحت کا شبہ

ایک شبہ بعض خشک علما کو یہ ہوجاتا ہے کہ ہم دوسروں کو وعظ و پند [نصیحت] کرتے ہیں، ان کے اعمال کا ثواب بھی ہم کو ملتا ہے، وہ اس کثرت سے ہے کہ ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا، یا یہ کہ ہم کو ایسے اعمال معلوم ہیں کہ جن کے کرنے سے سینکڑوں برس کے گناہ معاف ہوسکتے ہیں، مثلا: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سو مرتبہ روزانہ کہہ لینا، یا عرفہ، یا عاشورہ کا روزہ رکھ لینا، یا مکہ والوں کے لیے ایک طواف کرلینا، صاحبو! موٹی بات ہے کہ اگر یہ اعمال کافی ہوں تو تمام اوامر و نواہی کا لغو ہونا لازم آتا ہے، ادھر احادیث میں صاف صاف قید مذکور ہے: اِذَا اجْتَنَبَ الْکَبَائِرَ (۱).

یعنی یہ اعمال اس وقت سیئات کا کفارہ بن جاتے ہیں جب کبائر سے اجتناب کیا جائے۔ رہا یہ کہ ہم لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں، صاحبو! ایسے شخص پر تو زیادہ وبال آنے والا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں واعظ بدعمل کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں، مشہور

---

(۱) "رواه مسلم في صحيحه عن أبي هريرة -رضي الله عنه- أنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم، كان يقول: "الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة، ورمضان إلى رمضان مكفرات مابينهن، إذا اجتَنبَ الكبائرَ". (كتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة۔۔۔الخ، رقم الحديث: ٥٥٢) وأخرجه الترمذي في سننه، -رضي الله عنه- (أبواب الصلوة، باب ماجاء في فضل الصلوات الخمس، رقم الحديث: ٢١٤)

ومعروف ہیں۔

فصل ۱۰: بعض جاہل فقیروں کا شبہ

ایک شبہ بعض جاہل فقیروں کو یہ ہو جاتا ہے کہ ہم ریاضت [مشقت] ومجاہدہ کی بدولت مقام فنا تک پہنچ گئے ہیں، اب ہم کچھ رہے ہی نہیں، جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے، اور ایسی واہی تباہی باتیں کرتے ہیں کہ اچھا خاصا کفر والحاد ہو جاتا ہے، کہیں کہتے ہیں کہ دریا میں قطرہ مل گیا، کہیں کہتے ہیں سمندر کو پیشاب کا قطرہ ناپاک نہیں کرسکتا، کہتے ہیں ہم تو خود خدا ہیں، عبادت کس کی اور معصیت کس کی؟ کبھی کہتے ہیں اصل مقصود "یاد" ہے، ظاہری نماز، روزہ نرڈھکوسلہ [فریب] ہے، جو بہ مصلحت انتظار مقرر ہوا ہے، تمام تر باعث ان خرافات [بے ہودہ باتوں] کا "جہالت" ہے۔ ان لوگوں کو حقائق مقامات کا علم تک نہیں اور سلوک ووصول تو کیا خاک میسر ہوا ہوگا! یہ ثمرہ غلو في التوحید کا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں اس کی مفصل تحقیق لکھی جائے گی، اس مقام پر اتنی موٹی سی بات سمجھ لینا چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی واصل ہوا، نہ موحد، اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی نے آج تک تعلیم پائی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے خوف وخشیت، توبہ واستغفار، اجتہاد في العمل [عمل میں کوشش] اور اہتمام مخالفت نفس وسزا کے اعمال بد [برے اعمال] کو دیکھ لینا، ان شبہات کے دفع ہو جانے کے لیے کافي ووافی ہے۔

توقع والتماس

الحمد للہ والمنہ کہ ۲۳/ ذیقعدہ/ ۱۳۱۴ھ کو مقام مدرسہ جامع العلوم کان پور میں مقصود تمام ہوا، اہل فہم سے توقع ہے کہ اس رسالہ کے الفاظ وعبارت پر خوردہ گیری نہ فرمائیں گے، مقصود کو پیش نظر رکھ کر طاعات ومعاصی کے ثمرات دنیا وآخرت کے سمجھیں

گے، اور پچھلے معاصی سے توبہ کر کے آئندہ کے لیے عزم بالجزم، استقامت علی الطاعات اور اجتناب سیئات کا دل میں جما دیں گے، اور ہمیشہ ''توفیق'' اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں گے او راس ناکارۂ خلائق کے لیے بھی دعائے حصول رضائے الٰہی کا گاہ گاہ فرمالیا کریں گے۔

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾(۱)

مناجات جس کا پڑھنا موجبِ مغفرتِ معاصی ہے

پادشاہا جرم مارا درگذرا

ماگنہ گاریم وتو آمرز گار

تو نکو کاری ومابد کردہ ایم

جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم

سالہا دربند عصیاں ماندہ ایم

آخر از کردہ پشیمان گشتہ ایم

دائما درفسق وعصیاں ماندہ ایم

ہم قرین نفس وشیطان ماندہ ایم

روز وشب اندر معاصی بودہ ایم

غافل از امر ونواہی بودہ ایم

بے گنہ نگذشت برما ساعتے

باحضور دل نہ کردم طاعتے

برد آمد بندہ بگر یختہ

(۱) صافات ۱۸۰-۱۸۲

آبروئے خود بعصیاں ریختہ
مغفرت دارد امید از لطف تو

زانکہ خود فرمودہ لاتقنطوا
بحر الطاف تو بے پایاں بود

ناامید از رحمت شیطاں بود
نفس وشیطان زد کریما راہِ من

رحمت باشد شفاعت خواہ من
چشم دارم از گنہ پاکم کنی

پیش ازاں کاندر لحد خاکم کنی
اندراں دم کزبدن جانم بری

از جہاں بانور ایما نم بری

ترجمہ مناجات

۱- اے بادشاہ (اے اللہ)! ہمارے گناہ معاف فرما، ہم گناہ گار ہیں اور آپ معاف فرمانے والے ہیں۔

۲- آپ بھلائی کرنے والے ہیں اور ہم نے برائیاں کی ہیں، واقعی ہم نے بے اندازہ اور بے حد قصور کیے ہیں۔

۳- بہت سے سال تک ہم گناہوں کی فکر میں پھرے ہیں، آخر کار شرمندہ ہوکر ہم اس فکر سے پھر گئے ہیں۔

۴- ہم ہمیشہ نافرمانی اور گناہ میں مبتلا رہے ہیں، اور ہم نفس اور شیطان کے نزدیک رہ چکے ہیں۔

۵- ہم دن ورات گناہوں کے اندر مبتلا رہے ہیں اور ہم اوامر ونواہی سے غافل رہے۔

۶- بغیر گناہ کے ہمارے اوپر کوئی وقت نہیں گزرا، اور حضورِ دل کے ساتھ میں نے کوئی عبادت نہیں کی۔

۷- آپ کے دروازہ پر بھاگا ہوا غلام واپس آیا اور اس حال میں آیا کہ گناہ سے اپنی آبرو خراب کی۔

۸- یہ بندہ آپ کی مہربانی سے گناہوں کی معافی کی امید رکھتا ہے، اس لیے کہ خود آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿لَا تَقْنَطُوْا﴾ یعنی ناامید مت رہو۔

۹- آپ کی مہربانیوں کا سمندر بے انتہا ہے، آپ کی رحمت سے صرف شیطان ہی ناامید ہوگا۔

۱۰- اے اللہ! نفس اور شیطان نے میرے نیکی کے راستے میں ڈاکہ مارا، اب میرے لیے مغفرت کا کوئی چارہ نہیں، الّا یہ کہ آپ کی رحمت میرے لیے شفاعت چاہنے والی ہے۔

۱۱- میں امید رکھتا ہوں کہ آپ مجھے گناہوں سے پاک فرمادیں گے، قبل اس سے کہ مجھے آپ قبر میں مٹی کردیں۔

۱۲- اے اللہ! جس دم میں آپ میری جان کو بدن سے علیحدہ فرمائیں گے اس وقت آپ مجھے ایمانی نور کے ساتھ دنیا سے لے جائیں۔

☆☆......☆☆

Designed & Printed by: Luminar Graphics Ph: 021 32727728